فہرست مضامین

نمبر ۱۳۳ | ۲۳ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ | یوم شنبہ | مطابق ۸ مئی ۱۹۳۴ء | جلد ۲۱

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز آج ۱۶ مئی تک لاہور میں ہی تشریف فرما ہیں ؛

حضرت مفتی محمد صادق صاحب ناظر امور خارجہ ۶ مئی شملہ سے واپس تشریف لے آئے ؛

ساٹھ ہزار روپیہ قرض کی تحریک میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وقت تک پچاس ہزار سے اوپر روپیہ جمع ہو چکا ہے۔ قریباً دس ہزار کی فوری ضرورت ہے۔ جس کے لئے احباب کی توجہ درکار ہے ؛

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے متعلق ۶ مئی کو اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ حضور ۱۰ مئی تشریف فرمائے دار الامان ہونگے۔

نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ مکرم منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل کا چار سالہ لڑکا نسیم احمد ۵ مئی ۱۹۳۴ء کو تین بجے بعد دوپہر انا للہ فوت ہو کر گیا۔ مرحوم صبح کو بالکل تندرست تھا۔ شام کیوقت کسی قدر بخار ہوا۔ احباب مرحوم کیلئے مغفرت اور منشی صاحب کیلئے نعم البدل کی دعا فرماویں ؛

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مامور کے وقت عذاب آنے کے متعلق سنت اللہ

(فرمودہ ۸ مئی ۱۹۰۷ء)

فرمایا " جب اللہ تعالیٰ کسی مامور کو دنیا میں بھیجتا ہے۔ تو سنت اللہ یہی ہے۔ کہ تنبیہ کے لئے کوئی نہ کوئی عذاب بھی بھیجتا ہے۔ اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب اس کی مخالفت حد سے بڑھ جاتی ہے۔ اور شوخی و شرارت میں اہل دنیا بہت ترقی کر جاتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ سے بکلی دور جا پڑتے ہیں۔ وہ عذاب اگرچہ سرکش منکرین کے لئے ہوتا ہے۔ مگر سنت اللہ یہی ہے۔ کہ مامور کے بعض متبعین بھی شہید ہو جاتے ہیں۔ وہ عذاب اوروں کے لئے عذاب ہوتا ہے۔ مگر ان کے لئے باعث شہادت۔ چنانچہ قرآن شریف سے صاف طور پر پتا لگتا ہے۔ کہ کفار جو بار بار عذاب مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بتایا تھا۔ کہ تم پر عذاب بصورت جنگ نازل ہوگا۔ آخر جب وہ سلسلہ عذاب کا شروع ہوا۔ اور کفار کے ساتھ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی لڑائیاں ہونے لگیں تو کون کہہ سکتا ہے۔ کہ ان جنگوں میں صحابہ شہید نہیں ہوئے۔ حالانکہ یہ مسلم بات ہے۔ کہ وہ تو کفار پر عذاب تھا۔ اور خاص ان کے ہی لئے آیا تھا۔ مگر صحابہ کو بھی چشم زخم پہونچا۔ اور بعض جو علم الٰہی میں مقدر تھے۔ شہید ہو گئے جن کی بابت خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء عند ربھم یرزقون یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کئے جائیں۔ ان کو مُردے مت کہو۔ بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک زندہ ہیں۔ اور اسی جگہ ان کی نسبت فرمایا فرحین بما اٰتٰھم اللہ۔ اب بتاؤ وہ جنگ ایک ہی قسم کا تھا۔ لیکن وہ کفار کے لئے عذاب تھا مگر صحابہ کے لئے باعث شہادت ہوئے

(الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۷ء صفحہ ۶)

اخبار احمدیہ

تلاش گم شدہ

محمد نواز خان صاحب عرصہ سے لاپتہ ہیں۔ پہلے کراچی میں تھے۔ پھر بغداد گئے۔ اور اس کے بعد ان کی کوئی خبر نہیں ملی۔ اگر کسی بھائی کو ان کا پتہ ہو۔ تو مہربانی کر کے اطلاع دیں۔ ان کے رشتہ دار سخت پریشان ہیں۔ خاکسار سید محمد احمد کوسمبی ضلع کٹک۔

درخواست ہائے دعا

(۱) مولوی عبدالکریم صاحب ناقد کے خلاف مقدمہ دائر ہے۔ ان کی بریت کے لئے دوست دعا کریں۔ خاکسار عبدالرحیم از پٹھان کوٹ۔

(۲) خاکسار کا لڑکا سخت بیمار ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔ خاکسار غلام حسین از بھینکی۔ (۳) میری ہمشیرہ نے جے اے۔ وی۔ میری اہلیہ نے مڈل اور بھائی نورالدین صاحب نے ایف۔ ایس سی کا امتحان دیا ہے۔ کامیابی کے لئے دعا کی جائے۔ خاکسار عطاء الرحمن از قادیان

(۴) میرے حالات کچھ تشویشناک ہیں۔ احباب دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد اقبال۔ از نوابشاہ

ولادت

۳۰ اپریل ۱۹۳۴ء میرے ہاں دوسرا لڑکا تولد ہوا۔ حضرت اقدس نے یوسف احمد نام رکھا۔ احباب دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو خادم دین بنائے۔ خاکسار حکیم محمد فیروز الدین از قادیان۔

مولوی مظفر احمد صاحب کا انتقال

مولوی مظفر احمد صاحب پشاوری جو کچھ عرصہ سے بیمار تھے۔ ۱۲-۱۳ اپریل ۱۹۳۴ء کی درمیانی شب رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم سرحد کے ان بزرگوں میں سے تھے۔ جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اور اب مبائعین میں شامل تھے۔ آپ بڑے متقی۔ اور جماعت کے لئے درد رکھنے والے تھے۔ تمام جماعت ہائے احمدیہ دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار ملک عطاء اللہ از پشاور۔

مولوی عبدالحق صاحب کا انتقال

مولوی عبدالحق صاحب بٹیالوی مجذوب جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور درویش طبع انسان تھے۔ یکم مئی ۱۹۳۴ء کی شام کو طویل علالت کے بعد فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کی بیماری کا حال سنکر جناب ناظر صاحب امور عامہ نے پچھلے دنوں آدمی بھیجکر انہیں قادیان منگالیا تھا۔ مگر وہ پھر بٹالہ آگئے اور آخر یہیں جان بحق تسلیم ہوئے۔ یہیں ان کی تجہیز و تکفین کی گئی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے۔ مرحوم بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ خاکسار عبدالقیوم از بٹالہ۔

دعائے مغفرت

شیخ بشیر احمد صاحب نومسلم کی اہلیہ ۲۵ اپریل ۱۹۳۴ء کو فوت ہو گئی ہے۔ دو کمسن لڑکے اور ایک شیرخوار لڑکی رہ گئی ہے۔ احباب مرحومہ کی مغفرت اور شیخ صاحب کے لئے صبر جمیل کی دعا کریں۔ خاکسار عطاء الرحمن از قادیان۔

امتحان کتب مسیح موعود علیہ السلام

بابت ۱۹۳۴ء

مسلمانان کشمیر کی امداد کیلئے چندہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہ مسلمانان کشمیر کی امداد کے لئے ہر احمدی کو ایک پائی فی روپیہ ماہوار باقاعدہ چندہ دینا چاہیئے۔ نیز دوسرے مسلمانوں کو بھی تحریک کرنی چاہیئے۔ کہ مظلومین کشمیر کی مالی امداد کریں۔ چونکہ اخراجات روز بروز بڑھ رہے ہیں۔ اور مسلمانان کشمیر امداد کے اسی طرح محتاج ہیں جس طرح پہلے تھے۔ اس لئے چندہ کشمیر باقاعدہ جمع کر کے بھیجنے کی ضرورت ہے۔ احباب کو خاص توجہ کرنی چاہیئے۔

امسال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کے امتحان میں سرمہ چشم آریہ۔ چشمۂ مسیحی۔ اور برکات الدعا۔ بطور نصاب مقرر کی گئی ہیں۔ امتحان مورخہ ۴ نومبر ۱۹۳۴ء بروز اتوار لیا جائے گا۔ ہماری جماعت کے احباب کو چاہیئے۔ کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس امتحان میں شامل ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب ایک بیش بہا خزانہ ہیں۔ اور ایک ایسا زبردست ہتھیار۔ جس کے آگے دنیا کا کوئی ہتھیار نہیں ٹھیر سکتا۔

پس احباب خود بھی شامل ہوں۔ اور دوسروں میں بھی اس کی تحریک فرمائیں۔ سکرٹریان تعلیم و تربیت خصوصیت سے اس طرف توجہ فرمائیں۔

شمولیت کی درخواستیں اواخر ستمبر تک دفتر ھذا میں پہونچ جانی چاہئیں۔

ناظر تعلیم و تربیت۔ قادیان

بابو فقیر علی صاحب سٹیشن ماسٹر قادیان کو تبدیل نہیں کرنا چاہیئے

جب سے بٹالہ قادیان ریلوے لائن جاری ہوئی ہے۔ بابو فقیر علی صاحب قادیان میں بطور سٹیشن ماسٹر کام کر رہے ہیں۔ اور اس عمدگی اور تندہی اور دیانتداری کے ساتھ کر رہے ہیں۔ کہ آج تک نہ تو ریلوے کو۔ اور نہ پبلک کو ان کے متعلق کسی قسم کی شکایت پیدا ہوئی۔ اب معلوم ہوا ہے۔ محض اس لئے کہ بابو صاحب موصوف کو قادیان کے سٹیشن پر کام کرتے چند سال گزر گئے ہیں۔ ان کی تبدیلی کسی اور جگہ کی جارہی ہے۔ اس سے نہ صرف قادیان کی ہندو مسلمان پبلک بلکہ گردو نواح کے لوگوں میں بھی بے چینی پیدا ہو گئی ہے۔ اور ان کی خواہش ہے۔ کہ بابو صاحب موصوف قادیان میں ہی رہیں۔ جب وہ ریلوے کے مفاد کی حفاظت اور آمدنی میں اضافہ کے لئے ممکن سے ممکن کوشش کرتے ہیں۔ اور پبلک بھی ان کی دیانتداری اور حسن سلوک کی وجہ سے ان پر ہر طرح مطمئن ہے تو پھر ریلوے اور پبلک دونوں کے مفاد کا تقاضا یہی ہے۔ کہ بابو صاحب موصوف کو یہاں سے تبدیل نہ کیا جائے اور ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ریلوے کے ذمہ دار افسر ان کی تبدیلی کی ضرورت نہ سمجھیں گے۔ بعض حالات کے ماتحت تبدیلی ضروری ہوتی ہے۔ لیکن جو آدمی جس جگہ بہتر اور مفید طور پر کام کر رہا ہو۔ اس کی بلاوجہ تبدیلی مفید نہیں ہو سکتی۔ قادیان یا گردو نواح کے بڑے بڑے قصبات کا جس قدر مال قادیان کے سٹیشن پر آتا ہے۔ اس کی وجہ بابو صاحب موصوف کی دیانتداری اور خوش معاملگی ہے۔ ورنہ بٹالہ سے گڈوں اور لاریوں وغیرہ پر مال لانے میں زیادہ سہولت۔ اور بعض حالتوں میں کم خرچ ہوتا ہے۔

غرض بابو صاحب موصوف کی قادیان میں تعیناتی خود ریلوے کے لئے بھی مفید ہے۔ اور پبلک کی بھی خواہش ہے۔ کہ وہ قادیان میں ہی رہیں۔ ان معقول وجوہات کی بنا پر انہیں ہرگز قادیان سے تبدیل نہیں کرنا چاہیئے۔

ہمیں کامل امید ہے۔ کہ افسران مجاز اس گزارش پر ہمدردانہ رنگ میں غور کریں گے۔ اور اسے تسلیم کرنے میں انہیں کوئی تامل نہ ہو گا۔ کیونکہ ایسا کرنے میں ان کا کوئی حرج یا نقصان نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ ایک ایسی بات ہے۔ جو پبلک کے لئے آرام دہ اور مفید ہونیکے علاوہ خود محکمہ کے لئے بھی نفع رساں ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۳۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۳ محرم ۱۳۵۳ھ | جلد ۲۱

سلطان پور ریاست کپورتھلہ میں مسلمانوں کی خونریزی

ذمہ وار حکام کی بے احتیاطی اور احراریوں کی فتنہ انگیزی

عید اضحیٰ کے موقعہ پر اجودھیا میں ہندوؤں کے نہایت ہی شرمناک مظالم کا شکار بننے والے مسلمانوں کے ماتم سے ابھی مسلمانانِ ہند فارغ نہ ہوئے تھے۔ کہ محرم کے موقعہ پر سلطان پور ریاست کپورتھلہ میں نہایت ہی دل دوز اور الم ناک حادثہ پیش آگیا۔ جہاں ایک آن کی آن میں گولیوں کی بوچھاڑ سے بہت سے مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اور ایک بڑی تعداد کو مجروح کرکے خون میں نہلا دیا گیا۔

اس حادثہ کی تفصیلات نہایت ہی ہولناک اور روح فرسا ہیں۔ اور ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر عوام کسی قسم کی غلط فہمی یا اشتعال انگیزی کے باعث حکام کے فیصلہ کی خلاف ورزی پر مصر ہوں۔ اور رعایا کی جان و مال کے محافظ اور امن قائم رکھنے کے ذمہ دار کوتاہ اندیشی اور بے احتیاطی کا ارتکاب کریں تو معمولی سی بات پر کیسے زہرہ گداز نتائج رونما ہو سکتے ہیں۔

حادثہ کے مختصر حالات

بات صرف یہ تھی۔ کہ سلطان پور کے مسلمان ۱۰ محرم کو تعزیہ کا جلوس ایک ایسے رستہ سے لے جانا چاہتے تھے جس پر ایک بڑ کا درخت تھا۔ اور خیال کیا جاتا تھا۔ کہ جب تک اس کی چند شاخیں نہ کاٹی جائیں۔ تعزیہ نہیں گذر سکے گا۔ کہا جاتا ہے کہ گذشتہ پانچ سال سے اس راستہ کو محرم کے جلوس کے لئے استعمال نہیں کیا گیا تھا۔ چونکہ سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات بہت کشیدہ تھے۔ اور سکھ بڑ کے درخت کو خواہ مخواہ مذہبی تقدس دے کر بضد تھے۔ کہ جلوس کو نہ گذرنے دیں۔ اس لئے ریاست نے مسلمانوں کے لئے یہ شرط عائد کی۔ کہ جب تک سکھوں کو مطمئن نہ کریں۔ اس راستے سے جلوس نہ لے جائیں۔ کیونکہ اس میں نقضِ امن کا احتمال ہے مسلمانوں نے اول تو یہ فیصلہ کیا۔ کہ محرم کا جلوس ہی نہ نکالا جائے مگر ۱۲ اپریل کو انہوں نے اس فیصلہ کو منسوخ کر دیا۔ اور سول نافرمانی کا آغاز کرکے ایک جلوس کی شکل میں متنازعہ مقام کی طرف بڑھے پولیس نے انہیں گرفتار کرکے جیل میں بھیج دیا۔ مگر وزیر اعظم نے موقعہ پر پہونچکر زجر و توبیخ کے بعد انہیں رہا کر دیا۔ اس کے بعد تصفیہ کی کوشش کی گئی۔ مگر کامیابی نہ ہوئی۔ آخر ۱۰ محرم کو ایک طرف مسلمان اور دوسری طرف سکھ بھاری تعداد میں سلطان پور جمع ہو گئے۔ مسلمانوں کی تعداد چھ ہزار کے قریب بتائی جاتی ہے۔ انہوں نے محرم کا جلوس نکال کر متنازعہ مقام کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ جہاں مسلح پولیس اور فوج متعین کر دی گئی تھی۔ اور سکھ بھی کافی تعداد میں جمع ہو گئے تھے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اس موقعہ پر ایک مسلمان مجسٹریٹ نے جو اس علاقہ کا انچارج تھا۔ مسلمانوں سے بمنت التجا کی۔ کہ وہ قانون کی خلاف ورزی نہ کریں۔ ورنہ گولی چلا دی جائے گی۔ مگر مسلمان نہ مانے۔ ان کا خیال تھا۔ کہ حکام گولی چلانے کا حکم نہیں دیں گے۔ اور انہوں نے قیاس کیا۔ کہ ہندوؤں نے جنہوں نے قانون انتقال اراضی کے خلاف سول نافرمانی کی تھی۔ ریاست نے ان کے ساتھ نرمی کا سلوک کیا تھا۔ لہٰذا مسلمانوں پر بھی تشدد نہ کیا جائے گا۔ زیادہ سے زیادہ لاٹھی چارج ہوگا۔ مزید برآں ان کو بتایا گیا تھا۔ کہ جب تک وہ پُر امن ہیں۔ ان پر کسی قسم کا تشدد نہیں کیا جا سکتا۔ لوئس گن اور مسلح فوج محض ان کے ڈرانے کے لئے لائی گئی ہے۔ مجسٹریٹ نے آخری مرتبہ پھر مسلمانوں سے استدعا کی۔ کہ وہ ضد سے باز آ جائیں۔ مگر پھر بھی اثر نہ ہوا۔ اور جب جلوس آگے بڑھنے سے باز نہ آیا۔ تو گولی چلانے کا حکم دے دیا گیا۔ اور لوئس گن چلا دی گئی۔ اس پر ایک ہی لمحہ میں جب بہت سے لوگ خاک و خون میں تڑپنے لگے۔ تو جلوس فوراً منتشر ہو گیا۔

مسلمانوں اور حکام کا رویہ

ان مختصر حالات سے جو نہایت احتیاط اور موثق بیانات کی بنا پر لکھے گئے ہیں۔ جہاں یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مسلمانوں کا ہجوم حکام کے بار بار متنبہ کئے جانے کے باوجود حکم کی خلاف ورزی پر بضد رہا۔ اور اپنے غلط کار مشیروں کے مقابلہ میں اس نے مسلح پولیس اور فوج کو کوئی وقعت نہ دی۔ وہاں موقعہ پر موجودہ حکام نے بھی حالات پر قابو پانے کے لئے ضروری قابلیت کا ثبوت نہ دیا بلکہ ایسا طریق اختیار کیا۔ جس میں غصہ اور انتقام کا رنگ جھلکتا نظر آتا ہے۔ مسلمانوں کا جلوس بے شک ان کے حکم کی خلاف ورزی کرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ لیکن وہ بالکل نہتہ۔ اور پورے طور پر خالی ہاتھ تھا۔ علاوہ ازیں وہ اپنے خیال کے مطابق ایک مذہبی فریضہ ادا کر رہا تھا۔ اور رستہ سے روکنے کو مذہب میں مداخلت سمجھ رہا تھا۔ اس سے اس کے جذبات اور احساسات کی نزاکت کا بآسانی اندازہ ہو سکتا تھا۔ باوجود اس کے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ مسلمان اس بات پر آمادہ تھے۔ کہ اگر سکھوں کے نمائندے حلف اٹھا کر کہہ دیں۔ کہ بڑ کا درخت بابا نانکؒ کی ہمشیرہ بی بی نانکی کے ہاتھ کا لگایا ہوا ہے۔ اور یہاں پہلے سے ان کا گوردوارہ موجود ہے۔ تو وہ اس راستہ سے تعزیہ نکالنے پر قطعاً اصرار نہیں کریں گے۔ ایسی صورت میں مجمع پر لوئس گن سے یکایک فائر کرنا دور اندیشی کے قطعاً خلاف معلوم ہوتا ہے۔

عذرِ خام

کہا گیا ہے۔ کہ اگر حکام اس موقعہ پر فائر کا حکم نہ دیتے۔ تو مسلمانوں اور سکھوں میں خطرناک تصادم ہو جاتا۔ اور بہت زیادہ کشت و خون تک نوبت پہونچتی۔ ہندو اخبارات بھی مسلمانوں کے کشت و خون کے جواز میں یہی عذر خام پیش کر رہے ہیں۔ چنانچہ "پرتاپ" (۳ مئی) لکھتا ہے:-

"مسلمانوں سے ذرا فاصلہ پر سکھ کھڑے تھے۔ اور اگر حکام ریاست مسلمانوں کو نہ روکتے۔ تو یقیناً ان میں اور سکھوں میں مڈبھیڑ ہو جاتی۔ اور نہ معلوم سلطان پور کی گلیوں میں کس قدر خون بہتا"

مگر سوال یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کے جلوس کو روکنے کے لئے جب مسلح پولیس اور فوج موجود تھی۔ اور لوئس گن بھی تیار رکھی تھی تو پھر اس موقعہ پر مسلح سکھوں کو کیوں جمع ہونے دیا گیا۔ اور کیوں انہیں منتشر نہ کر دیا گیا۔ تاکہ سکھوں اور مسلمانوں کے تصادم کا خطرہ نہ رہتا۔ لیکن سکھوں کو منتشر کرنا تو الگ رہا جیسا کہ مختلف بیانات سے ظاہر ہے۔ سکھوں نے مختلف طریقوں سے مسلمانوں کو مشتعل کیا۔ حتیٰ کہ بیان کیا گیا ہے۔ ایک سکھ سپاہی نے مسلمانوں کے مجمع کے روبرو ایسی فحش اور غلیظ مذہبی بات کہی۔ جسے کوئی شخص اپنے دماغ میں نہیں لا سکتا۔ پس اس موقعہ پر سکھوں کا اجتماع۔

اور پھر ان کا اشتعال انگیز رویہ یقیناً صورت حالات کو زیادہ خراب اور پیچیدہ بنانے کا موجب ہوا۔ اور انہیں منتشر نہ کرنے میں حکام نے سخت کوتاہی کا ارتکاب کیا۔

ہندوؤں اور مسلمانوں میں امتیاز

پھر تھوڑا ہی عرصہ قبل جب ہندوؤں نے ریاست میں سول نافرمانی کی بنیاد رکھی۔ اور وہ نہایت ناشائستہ کلمات مہاراجہ بہادر اور خاندانِ شاہی کے افراد کے خلاف کھُلم کھُلا بازاروں میں کہتے پھرتے تھے۔ وزیر اعظم کی ہتک کرنے کے مرتکب ہوتے تھے۔ اور خلافِ قانون جلوس نکال کر محل کے سامنے آبیٹھے تھے۔ تو اس وقت نہ مسلح فوج اور پولیس ان کے راستہ میں حائل ہوئی۔ نہ لوئس گن انہیں دکھائی گئی۔ اور نہ قوانین حکومت کی خلاف ورزی کی وجہ سے ان پر فائر کئے گئے۔ ظاہر ہے کہ ہندوؤں کی سول نافرمانی ریاست کی پالیسی کی مذمت کے لئے تھی۔ خاندانِ شاہی کی عزت و توقیر کم کرنے کے لئے تھی۔ وزیر اعظم کے خلاف ریاست میں جذبات نفرت پیدا کرنے کے لئے تھی۔ اور ریاست کے مسلمانوں اور غیر مسلموں میں کشیدگی پیدا کرنے کے لئے تھی۔ لیکن ان پر کسی موقعہ پر بھی گولی نہ چلائی گئی۔ اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کو محض اس لئے گولیوں کا نشانہ بنا دیا گیا۔ کہ انہوں نے اپنی ایک مذہبی رسم کی ادائیگی کے سلسلہ میں ایک حکم کی خلاف ورزی کرنے کی جرأت کی۔ اور اس لئے جرأت کی۔ کہ ان کے سامنے سول نافرمانی کرنے والوں کے متعلق ریاست کا سابقہ رویہ موجود تھا۔ اور وہ سمجھتے تھے۔ کہ پُرامن رہنے کی حالت میں ان پر گولیوں کی بوچھاڑ نہیں کی جائے گی۔

احتیاطی پہلو نظر انداز کر دئے گئے

لیکن اگر یہ بھی مان لیا جائے۔ کہ مسلمانوں کو ہندوؤں کے متعلق ریاست کے رویہ کی مثال اپنے سامنے نہیں رکھنی چاہیئے تھی۔ اور ریاستی حکام کے نزدیک یہی ضروری تھا۔ کہ مسلمانوں کے ایک مذہبی جلوس کو سول نافرمانی کرنے کی پاداش میں تشدد کے ذریعہ ہی سبق سکھایا جائے۔ تو ہم حیران ہیں۔ کہ انہوں نے آخری۔ اور انتہائی قدم اٹھانے سے قبل تشدد کے کم نقصان رساں طریقوں سے کیوں کام نہ لیا۔ اگر حکام کے لئے یہی ضروری تھا۔ کہ سکھوں کے نامعقول عذرات کی بناء پر مسلمانوں کا جلوس اس راستہ سے نہ گزرنے دیں۔ اور مسلمان بھی پیچھے ہٹنے کے لئے تیار نہ تھے تو مجمع پر لاٹھی چارج کرا سکتے تھے۔ اور کوئی وجہ نہ تھی۔ کہ ایک نہتہ مجمع لاٹھیوں کے حملہ کی تاب لا سکتا۔ یا مزاحم ہو سکتا۔ اور خاص کر اس صورت میں جبکہ فوج اور پولیس کے خوفناک اسلحہ جات اسے سامنے نظر آ رہے تھے۔ اور لوئس گن موقعہ پر کھڑے موت کی دھمکی دے رہی تھی لیکن اگر مسلمان اس صورت میں بھی منتشر نہ ہوتے۔ تو ہوا میں فائر کر کے انہیں خوف زدہ کیا جا سکتا تھا۔ یہ طریق یقیناً موثر ثابت ہوتا کیونکہ اس سے انہیں اپنے اس غلط خیال کی اصلاح کا موقعہ مل جاتا۔ کہ ان پر کسی صورت میں فائر نہیں کیا جائیگا۔ اور اگر پھر بھی وہ بضد رہتے۔ تو بدرجہ آخر ایسے رنگ میں فائر کیا جاتا۔ جس کا نتیجہ کم از کم نقصانِ جان اور اذیت جسم کی صورت میں نکلتا۔ نہ کہ اندھا دھند گولیاں برسا کر ایسے میدان کارزار کا نقشہ پیش کر دیا جاتا۔ جہاں نہایت طاقتور اور مکمل سامان حرب رکھنے والے غنیم سے مقابلہ ہو۔ لیکن شائع شدہ تفصیلات کی بناء پر نہایت ہی تلخ اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ ان احتیاطوں میں سے کوئی بھی اختیار نہ کی گئی۔ نہ مجمع پر لاٹھی چارج کیا گیا۔ نہ ہوا میں فائر کئے گئے۔ اور نہ یہ خیال رکھا گیا۔ کہ جانوں کا کم از کم نقصان ہو۔ اور زیادہ سے زیادہ زخمیوں کے بچ نکلنے کی امید کی جا سکے۔ بلکہ اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ گولیاں لوگوں کے سینوں اور کھوپریوں وغیرہ پر لگیں۔ اور بہت کم آدمی ایسے تھے۔ جن کے زخم جسموں کے نچلے حصہ میں تھے۔ چونکہ لوئس گن ایک مکان پر نصب کر کے چلائی گئی۔ اس لئے اس نے جسم کے اوپر کے حصوں کو ہی نشانہ بنایا۔

تحقیقات کا مطالبہ

یہ باتیں ظاہر کرتی ہیں۔ کہ گولی چلانے سے قبل اور گولی چلانے کے وقت ان احتیاطوں کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ جو نہایت ضروری تھیں۔ اور جن کا ملحوظ رکھنا انسانوں کی قیمتی جانیں تقاضا کرتی ہیں۔ ان حالات میں نہایت ضروری ہے۔ کہ اس حادثہ کی ذمہ واری جن حکام پر عائد ہوتی ہے۔ ان کے رویہ کی ایک قابل اور غیر جانبدار کمیشن کے ذریعہ تحقیقات کرائی جائے۔ اور مسلمانوں کو شہادتیں پیش کرنے کے لئے پوری سہولت اور آسانی پیدا کی جائے۔

مسلمانوں سے

اس موقعہ پر ہم مقتول اور مجروح مسلمانوں کے متعلق پوری پوری ہمدردی کا اظہار کرتے اور یہ کہتے ہوئے۔ کہ مسلمانوں کا اس طرح خون بہنا ہمارے لئے نہایت ہی رنج اور تکلیف کا موجب ہے۔ یہ عرض کرنے سے ۔ ۔ ہمیں رہ سکتے۔ کہ وہ لوگ جو انہیں سول نافرمانی کے حربہ سے کام لینے۔ اور سرکاری حکم کی خلاف ورزی کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ وہ قطعاً ان کے خیرخواہ اور ہمدرد نہیں۔ اور اس وقت جبکہ سول نافرمانی کے موجد گاندھی جی اور ان کے تمام پیرو یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔ کہ سول نافرمانی کے نتیجہ میں سوائے تباہی اور بربادی کے اور کچھ حاصل نہیں ہوا۔ اور اس کا اختیار کرنا اپنی ناکامی کو خود دعوت دینا ہے۔ اس وقت جو لوگ سول نافرمانی کا رستہ اختیار کرنے کے لئے کہیں۔ ان کے متعلق سوائے اس کے کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ دیدہ دانستہ لوگوں کو تباہ و برباد کرانے کے مرتکب ہوتے ہیں۔ پس جن لوگوں نے مسلمانانِ کپورتھلہ کو سلطان پور میں سول نافرمانی کرنے کا مشورہ دیا۔ اور مختلف رنگوں میں اس کے لئے تیار کیا۔ انہوں نے بہت ہی افسوسناک حرکت کی۔ اور وہ اس قابل ہیں۔ کہ ان کے خلاف پورے زور کے ساتھ نفرت کا اظہار کیا جائے۔ اور آئندہ ان کے دھوکہ میں آنے سے کلی پرہیز کیا جائے۔ کیونکہ ان کی غرض ہر جگہ فتنہ و فساد پیدا کرنے کے سوا۔ اور کچھ نہیں۔ اور سلطان پور کا المناک حادثہ بھی اصل انہی کے ہاتھوں اٹھ کا کرشمہ ہے۔

احراریوں کی فتنہ انگیزی

چنانچہ سید حبیب صاحب ایڈیٹر اخبار "سیاست" جنہوں نے خود کپورتھلہ جا کر حالات معلوم کئے۔ لکھتے ہیں:-

"مسلمانوں کو لیڈر دیانتدار نہ ملے۔ انہوں نے باہر سے احرار کو بلایا۔ جو روپے لے کر چلتے ہوئے۔ اور مسلمانوں کے جذبات کو مشتعل کر کے خود گھروں کی چار دیواری میں اطمینان سے پناہ گزین ہو گئے۔ کپورتھلہ میں احرار کی فتنہ انگیزی کی داستان پُرانی نہیں۔ بالکل نئی ہے"

سید صاحب اس سے بھی زیادہ صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے ممنوعہ رستہ میں سے تعزیہ لیجانے پر اصرار کرنے کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان ریاست کے حکام فوج لئے کھڑے تھے۔ ان میں سے بعض نے مسلمانوں کے قدموں کے سامنے پگڑیاں رکھ دیں۔ اور کہا۔ کہ تم آگے نہ بڑھو۔ مگر مسلمان باز نہ آئے۔ اور باز بھی آتے تو کیوں۔ ان کے بددیانت لیڈروں نے انہیں فریب دیا۔ اور ہندوؤں سے اُجرت لے کر انہیں یہ دھوکا دیا کہ حکامِ ریاست وائسرائے ہند کی اجازت کے بغیر گولی نہیں چلا سکتے" (سیاست یکم مئی)

پس مسلمانانِ کپورتھلہ پر نازل ہونے والی تباہی کا ایک بہت بڑا باعث وہ لوگ ہیں۔ جن کا ذکر سید حبیب صاحب نے کیا ہے۔ اور جن کی سنگدلی اور قساوتِ قلبی حد سے بڑھ چکی ہے وہ جگہ بجگہ مسلمانوں کو تباہ کراتے پھرتے ہیں۔ اور جابجا فتنہ و فساد پھیلاتے رہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو ایسے لوگوں کے شر سے بچائے۔

کابل میں ہندوؤں کو مذہبی آزادی

معاصر "انقلاب" (۵ مئی) میں "افغانستان میں ہندوؤں کو مذہبی آزادی" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ کہ کابل کے ہندوؤں نے بیساکھی کا تیوہار منایا۔ نیز یہ کہ افغانستان میں دو ایسے مقامات ہیں جنہیں ہندو بہت قابلِ احترام سمجھتے ہیں۔ ایک صوبہ جلال آباد میں اور دوسرا مزار شریف میں ہر مذہب و ہر عقیدہ کے لوگوں کو اپنے مذہبی مراسم کی ادائیگی کے لئے آزادی دینا اسلام کا خاص امتیاز ہے لیکن افسوس موجودہ زمانہ میں ... [illegible]

احمدیت کے متعلق مضمون

مسئلہ نبوت اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام

منم مسیحِ زمان و منم کلیم خدا - منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد (المسیح الموعودؑ)

نبوت اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے

نبوت اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں سے ایک عظیم الشان رحمت اور مخلوق الٰہیہ کے اپنے خالق سے اتصال کا ایک مہتم بالشان ذریعہ ہے۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے اس مادی عالم میں انسان کو پیدا کیا۔ اسی وقت سے اللہ تعالیٰ کی یہ سنت چلی آئی ہے۔ کہ وہ ہدایت و راہنمائی کے لئے کسی انسان کو نبوت و رسالت کے عہدہ پر سرفراز فرما کر کھڑا کیا کرتا ہے۔ حضرت آدم سے لے کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک مختلف ممالک مختلف قوموں اور مختلف زمانوں میں انبیاء علیہم السلام آئے۔ اور پیغام الٰہی پہنچا کر اپنے فرض سے سبکدوش ہوتے رہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر یعنی کوئی امت ایسی نہیں گذری۔ جس میں ہماری طرف سے کوئی نذیر نہ آیا ہو۔ پس جبکہ نبوت اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی رحمت ہے۔ اور جبکہ خدا تعالیٰ کی یہ ہمیشہ سے سنت چلی آئی ہے۔ کہ وہ ہدایت عالم کے لئے اپنی طرف سے مامورین مبعوث کیا کرتا ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ جب موجودہ زمانہ میں دنیا کی حالت کسی رسول اور مامور من اللہ کی بعثت کی متقاضی ہو تو اللہ تعالیٰ اپنے دروازۂ رحمت کو بند کر دے۔ اور سنت قدیم کو ترک کر دے۔

سنت الٰہیہ میں تبدیلی نہیں ہو سکتی

قرآن مجید واضح الفاظ میں یہ اصل بیان فرماتا ہے۔ کہ لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ یعنی سنت اللہ میں تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ پھر قرآن کریم نبوت کو رحمت بھی قرار دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے فرماتے ہیں۔ یا قوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا۔ یعنی اے قوم اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کو یاد کرو۔ جو اس نے تم پر کیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ کہ اس نے تم میں سے نبی بنائے اور تمہیں دنیاوی سلطنت بھی عطا کی۔ پس نبوت جبکہ رحمت الٰہی ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہو گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنی سنت میں تبدیلی نہیں کیا کرتا۔ تو عقلاً اور نقلاً کسی شخص کے لئے یہ کہنا جائز نہیں کہ ضرورت کے وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

غیر احمدی علماء کی افسوسناک حالت

افسوس ہے۔ کہ غیر احمدی علماء جن غلطیوں میں پڑ گئے ان میں سے ایک اہم ترین غلطی یہ ہے۔ کہ انہوں نے خیال کر لیا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلسلہ نبوت خدا تعالیٰ نے بند کر دیا۔ اور اب خواہ کتنی ہی ضرورت داعی ہو کوئی نبی اس کی طرف سے مبعوث نہیں کیا جا سکتا۔ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمۃ للعالمین سمجھتے ہوئے کیوں اس افسوسناک غلطی کا ارتکاب کرتے ہیں بھلا کوئی بھی عقل و دانش سے کام لینے والا انسان یہ خیال کر سکتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم عالمین کے لئے مایۂ رحمت ہوں۔ آپ کا وجود دین و دنیا کے لئے باعث فخر ہو مگر آپ نے آتے ہی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں میں سے ایک بہت بڑی رحمت یعنی نبوت کو بند کر دیا ہو۔ رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود باجود کی برکت سے خدا تعالیٰ کی رحمت کے دروازوں کو کھلنا چاہیئے تھا۔ یا بند ہو جانا چاہیئے تھا۔ ہر مسلمان سمجھ سکتا ہے۔ کہ رحمۃ للعالمین ہونے کا تقاضا یہ ہے کہ دنیا پر پہلی امتوں سے زیادہ رحمتیں برسیں۔ خصوصاً آپ کے ماننے والے بنی اسرائیل سے بڑھ چڑھ کر اللہ تعالیٰ کے انعامات سے حصہ پائیں۔ مگر افسوس مسلمانوں میں سے کم فہم و نادان لوگوں نے جنہیں علوم دینیہ پر کامل عبور نہیں۔ اور جو سطحی امور کو مغز شریعت سمجھے بیٹھے ہیں۔ اس اصل سے روگردانی کرتے ہوئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کے اجرار کو ناقابل تسلیم امر قرار دے دیا۔

کیا دنیا سے ضلالت مٹ گئی

اگر دنیا سے ضلالت مٹ جاتی۔ گمراہی مفقود ہو جاتی۔ بدکاری نہ رہتی۔ بلکہ لوگ صلاحیت کا جامہ پہن لیتے۔ عشق الٰہی کے دریا میں غوطہ زن ہو جاتے۔ شیطان انہیں پھسلا نہ سکتا تو کہا جا سکتا تھا۔ کہ ہدایت کے سامان کی ضرورت نہیں رہی۔ جیسا کہ بیماری کے دور ہو جانے پر طبیب کی ضرورت نہیں رہتی۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمایا ہے۔ کہ مسلمانوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے۔ جبکہ وہ یہود کے ہمرنگ ہو جائیں گے۔ قرآن دنیا سے اٹھ جائے گا۔ اسلام کا محض نام رہ جائے گا۔ مساجد یوں تو لوگوں سے بھری ہوئی نظر آئیں گی۔ مگر روحانیت کے لحاظ سے ویران ہوں گی۔ پس جبکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت محمدیہ میں گمراہی کے وجود کو تسلیم کیا۔ تو گمراہی کے علاج یعنی بعثت انبیاء سے انکار کرنا کیونکر درست ہو سکتا ہے۔

غرض دنیا کی گمراہی دنیا کی ضلالت دنیا کی شیطنت اور دنیا کی راہ راست سے روگردانی بالطبع نبی کے آنے کی متقاضی ہے۔ جیسا کہ گرمی جب شدت کو پہنچ جائے۔ تو اللہ تعالیٰ موسلادھار بارش برسا کر زندگی اور تازگی پیدا کر دیتا ہے۔

مسلمہ اصل

پس یہ مسلمہ اصل ہے۔ کہ گمراہی خدا تعالیٰ کی رحمت کو جوش میں لاتی۔ اور اللہ تعالیٰ کے کسی پیارے کو اصلاح کے لئے بلاتی ہے۔ قرآن مجید نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق فرمایا ہے کہ آپ کو ایسے وقت دنیا میں بھیجا گیا۔ جبکہ ظھر الفساد فی البر والبحر کی صورت نمایاں تھی جبکہ خشکی اور تری میں کہیں امان نظر نہ آتا تھا۔ کہیں بھی ہدایت اور رشد کا سامان دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اور کہیں بھی نیکی اور خدا ترسی کی روح معلوم نہیں ہوتی تھی۔ ان حالات میں محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہوئی۔ پس ضروری ہے۔ کہ جب بھی دنیا میں دوبارہ اس قسم کے حالات پیدا ہو جائیں جس قسم کے حالات پہلے زمانوں میں پیدا ہو کر انبیاء کی بعثت کے داعی ہوتے رہے۔ تو خدا کا نبی کھڑا ہو۔ اور وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کرے۔

امکان نبوت پر قرآنی دلائل

قرآن مجید پر غور کرنے سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ انقطاع نبوت کا قائل ہونا قطعاً درست نہیں۔ بلکہ نبوت کا اجرا ماننا ہی ایمانداروں کا شیوہ ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلاً ومن الناس یعنے اللہ تعالیٰ ہمیشہ چنتا ہے۔ اور چنتا رہے گا لوگوں میں سے رسول اس آیت کریمہ میں یصطفی کا لفظ ہے۔ جو حال و استقبال دونوں کے لئے آتا ہے۔ اور آیت کا منشاء یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جس طرح پہلے ملائکہ اور لوگوں میں سے رسول چنتا رہا۔ اسی طرح اب بھی چنتا رہے گا۔ اگر امت محمدیہ میں نبی آنے کا امکان نہ ہوتا۔ تو خدا تعالیٰ یہ کیوں فرماتا۔

پھر اگر امت محمدیہ کے لئے انعام نبوت مقرر نہیں تھا۔ تو کیوں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ دعا سکھائی۔ کہ اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم یعنی اے خدا ہمیں صراط مستقیم پر چلا۔ اور صراط مستقیم کی تشریح یہ کی۔ کہ ان لوگوں کا راہ جن پر تو نے انعام کیا۔ یہ منعم علیہ گروہ قرآن مجید کی آیات

کے مطابق انبیاء - صدیق، شہداء اور صلحاء کا ہے - چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے - من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا - یعنے جو لوگ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کریں گے - وہ ان لوگوں میں شامل ہوجائیں گے - جن پر خدا تعالےٰ نے انعام کیا یعنی نبی - صدیق، شہید اور صالح - اس آیت میں خدا تعالےٰ نے منعم علیہ گروہ کے چار درجے بیان فرمائے ہیں - اور سب سے بڑا درجہ نبیوں کا قرار دیا ہے - اگر امت محمدیہ کے کسی فرد اکمل نے اللہ تعالےٰ کے اس انعام کو حاصل نہیں کرنا تھا - تو دن میں پانچ مرتبہ تمام مسلمانوں سے اس دعا کے کرانے کا کیا مطلب ہوا اس دعا کا تو یہ منشاء ہے - کہ ہر انسان اللہ تعالےٰ سے منعم علیہ گروہ میں شامل ہونے کی درخواست کرے - اور منعم علیہ گروہ بالفاظ قرآنی نبی - صدیق، شہید اور صالح میں سے کسی ایک مقام کو ضرور حاصل کئے ہوئے ہوتا ہے - تمام مسلمان یہ تو تسلیم کرتے ہیں - کہ امت محمدیہ کے افراد اللہ تعالےٰ کے قرب میں بڑھتے ہوئے صالح بن سکتے ہیں - شہید بن سکتے ہیں - صدیق بن سکتے ہیں لیکن اگلا درجہ یعنی کسی کا نبی بننا اس سے انہیں انکار ہے جو نہایت ہی افسوسناک امر ہے ؂

ایک اعتراض کا جواب

بعض لوگ اس آیت کے متعلق یہ کہہ دیا کرتے ہیں - کہ اس میں مع کا لفظ ہے - جس کے معنی ساتھ کے ہیں - اور مطلب یہ ہے کہ نیکی کرنے والے قیامت کے دن نبیوں کے ساتھ ہونگے نبی نہیں ہوں گے - لیکن اس کے ساتھ ہی چونکہ صدیق، شہید اور صالح کے بھی الفاظ ہیں - اس لئے بالفاظ دیگر یہ بھی کہنا پڑے گا - کہ امت محمدیہ کے نیک افراد صدیق بھی نہیں بن سکتے بلکہ صرف صدیقوں کے ساتھ ہوں گے - شہید بھی نہیں بن سکتے صرف شہیدوں کے ساتھ ہوں گے - اور صالح بھی نہیں بن سکتے - بلکہ صرف صلحاء کے ساتھ ہوں گے - مگر غور کرو جب خدا تعالےٰ نے امت محمدیہ کو خیر الامم قرار دیا - تو کس قدر تعجب کی بات ہے - کہ پہلی امتوں میں تو پے در پے اللہ تعالےٰ کے نبی آتے رہے - یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کے زمانہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے - وقفینا من بعدہ بالرسل یعنے ہم نے حضرت موسیٰ کے بعد متواتر نبی بھیجے - مگر خیر الامم میں سے کوئی شخص نبی تو کیا - صالح بھی نہ بن سکے - صرف ان کی معیت اسے حاصل ہو ؂

احادیث سے تائیدی شواہد

احادیث صحیحہ بھی اسی عقیدہ کی موید ہیں - کہ رسول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد سلسلۂ نبوت جاری ہے - چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا صاحبزادہ حضرت ابراہیم جب وفات پاگیا - تو لکھا ہے - آپ نے فرمایا - لوعاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً - (ابن ماجہ جلد اصفحہ ۱) یعنے ابراہیم اگر زندہ رہتا - تو ضرور نبی بنتا - اس حدیث کا خاص طور پر قابل ذکر پہلو یہ ہے - کہ یہ واقعہ ۹ھ کا ہے - مگر خاتم النبیین کی آیت جس سے غیر احمدی انقطاع نبوت کا استنباط کرتے ہیں ۵ھ میں نازل ہوچکی تھی - اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آیت خاتم النبیین کا وہی مفہوم سمجھتے - جو آج کل غیر احمدی علماء سمجھتے ہیں - تو کبھی یہ نہ فرماتے - کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا - تو ضرور نبی ہوتا - بلکہ یہ فرماتے - کہ اگر زندہ رہتا - تب بھی نبی نہ بنتا - کیونکہ اب نبوت کا انعام بند ہوچکا - لیکن آپ کا ایسا نہ فرمانا ظاہر کرتا ہے - کہ آپ سمجھتے اور یقین رکھتے تھے - کہ آپ کے بعد بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے نبی مبعوث ہوسکتے ہیں - اسی لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ مشہور قول ہے - کہ قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ (تکملہ مجمع البحار صفحہ ۸۵) یعنے یہ تو کہو - کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خاتم النبیین ہیں - مگر یہ نہ کہو - کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا -

بزرگان سلف کا عقیدہ

امت محمدیہ کے عظیم المرتبت اشخاص بھی اسی عقیدہ کے موید ہیں - چنانچہ حضرت محی الدین صاحب ابن عربی فرماتے ہیں - ان النبوۃ التی انقطعت بوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما ھی نبوۃ التشریع لا مقامھا - (فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۳) یعنے وہ نبوت جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وجود پر ختم ہوئی - صرف تشریعی نبوت ہے - نہ کہ مقام نبوت

حضرت امام شعرانی فرماتے ہیں - وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم لا نبی بعدی ولا رسول المراد بہ لا مشرع بعدی (الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۴۲) یعنے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ جو فرمایا ہے - کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا - اس سے مراد یہ ہے - کہ میرے بعد کوئی صاحب شریعت نبی نہیں آسکتا -

سید عبد الکریم صاحب جیلانی فرماتے ہیں - فانقطع حکم نبوۃ التشریع بعدہٗ وکان محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خاتم النبیین (الانسان الکامل باب ۳۶ صفحہ ۲۶) یعنے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو خاتم النبیین ہیں - تو ان معنوں میں کہ آپ پر تشریعی نبوت ختم ہوئی - نہ کہ محض نبوت

غرض قرآن مجید احادیث صحیحہ - اقوال سلف صالحین سب کے مطالعہ سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے - کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد نبوت کے انقطاع کا قائل ہونا انتہائی غلطی اور قرآن مجید سے بہت بڑی ناواقفیت کا نتیجہ ہے -

اللہ تعالےٰ کی یہی سنت ہے - کہ وہ نبی بھیجتا رہا - اور اس کی یہ سنت قیامت تک جاری رہے گی -

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت

موجودہ زمانہ میں جبکہ دنیا کفر و ضلالت کی عمیق غار میں گر چکی تھی - جہالت کا دور دورہ تھا - مسلمان صرف نام کے مسلمان رہ گئے تھے - ان کی عملی قوتیں مردہ ہوچکی تھیں - قرآن مجید پر عمل نہیں رہا تھا - اللہ تعالےٰ نے رحم فرما کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث کیا - اندھی دنیا نے آپ کا انکار کیا - اور یہی عذر پیش کیا - کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد نبی کیسا؟ مگر آپ نے جواب دیا - خادم اپنے مخدوم سے جدا نہیں - اور نہ شاخ اپنی بیخ سے - میں محمدی انوار کا اپنے آئینہ ظلیت میں کامل انعکاس رکھتا ہوں - پس مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے علیحدہ قرار دینا غلطی ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں

"یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے - اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہیئے - کہ میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ کے ساتھ پکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں - کہ یہ تمام فیوض بلا واسطہ میرے پر نہیں ہیں - بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے - جس کا روحانی افاضہ میرے شامل حال ہے - یعنی محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم - اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد و احمد سے مسمیٰ ہو کر میں رسول بھی ہوں - اور نبی بھی ہوں - یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی - اور اس طور سے خاتم النبیین کی مہر محفوظ رہی - کیونکہ میں نے انعکاسی اور ظلی طور پر محبت کے آئینہ کے ذریعہ سے وہی نام پایا"

پھر فرماتے ہیں :-

"ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا - اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں صلے اللہ علیہ وسلم پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی - کیونکہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی - یعنی بہرحال محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہا نہ اور کوئی - یعنی جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہوں - اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں - تو پھر کون الگ انسان ہوا - جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعوےٰ کیا -"

(ایک غلطی کا ازالہ)

مبارک وہ جو اس زمانہ کے موعود نبی احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کرکے اپنے مولےٰ کی رضا حاصل کریں ؂

تمدن اسلام

اسلام اور زر و اموال

کم ہمت اور بے حوصلہ لوگ

اسلام نے جائز طریق پر دولت کمانے اور اس سے جائز حدود کے اندر رہتے ہوئے فائدہ اٹھانے کی ہرگز ممانعت نہیں کی ہے لیکن پھر بھی مسلمانوں میں آج کل بعض ایسے لوگ پائے جاتے ہیں۔ جو اسے معیوب تصور کرتے ہیں۔ جو اسے معیوب حتی کہ اسلام اور روحانیت کے منافی سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگ یا تو بے ہمت۔ غیر مستقل مزاج اور کم حوصلہ ہیں جو اپنی کمزوری طبع اور عدم تربیت کی وجہ سے اپنے اندر محنت و مشقت اور مشکلات و تکالیف کے مقابلہ کی طاقت نہیں پاتے۔ جو دنیوی کشمکش میں حصہ لینے والے کو لازماً پیش آتی ہیں۔ یا پھر عقل و خرد کی کمی اور دماغی ناقابلیت کے باعث اپنے اندر ترقی کرنے اور آگے بڑھنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ ایسے لوگ حوصلہ کی کمی اور دماغی فرومایگی پر پردہ ڈالنے اور لوگوں کی نظروں میں اپنی ذلیل حالت کو معقولیت بلکہ روحانیت کا رنگ دینے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اولین صحابہؓ کی تنگدستی کی مثالیں ہمیشہ سناتے رہتے ہیں۔

تنگ نظر علماء

ان کے اس عقیدہ کو وہ تنگ نظر اور غرض پرست علماء جو اپنے دوزخ شکم کے لئے جس طرح بھی بن پڑے۔ ایندھن مہیا کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ اور سادہ لوح مسلمانوں سے جو کچھ بھی ممکن ہو۔ وصول کرنے کی کوشش کرتے ہیں بے بنیاد فسانوں سے اور بھی تقویت دیتے رہتے ہیں۔ اور یہ بات ان کے ذہن نشین کرتے میں لگے رہتے ہیں۔ کہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ انسان فلاکت زدہ اور لنگوٹی میں پھاگ کھیلنے والا ہو۔ اور مال و دولت سے متنفر اور بیزار رہے۔ مال و دولت دنیا دارو ں کا حصہ ہے۔ اور اسے پیدا کرنے کی کوشش کرنا مومن کی شان سے بعید ہے۔

ایک تباہ کن خیال

اسی سلسلہ میں یہ بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ علماء کہلانے والوں نے عام مسلمانوں کو ایک اور رنگ میں بھی غربت اور فلاکت کا شکار بنا رکھا ہے۔ چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کے دلوں میں یہ بات ڈال رکھی ہے۔ کہ مال و دولت کے حصول کے لئے تمہیں کسی قسم کی تگ و دو کرنے کی ضرورت نہیں۔ نہ کفار کے زر و اموال اور ان کا جاہ و جلال دیکھ کر تمہیں اپنے اندر مسابقت اور رشک کا جذبہ پیدا کرنا چاہئیے۔ کیونکہ مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ مقدر کر رکھا ہے۔ کہ امام مہدی آ کر کفار کے تمام زر و اموال اور ان کے املاک چھین کر مسلمانوں کے حوالے کر دیں گے۔ اس طرح مسلمانوں کو نہ صرف قلاش بنے رہنے پر رضامند کرنے کی کوشش کی۔ بلکہ ان کے قلوب سے وہ جذبہ بھی ملیامیٹ کر دیا۔ جو ان کی زندگی کی اصل غرض و غایت اور ان کی قومی اور اجتماعی زندگی کے لئے بمنزلہ روح کے تھی۔ یعنی ان کو بتایا گیا۔ کہ امام مہدی نہ صرف یہ کہ کفار کا سب کچھ چھین کر مسلمانوں کے حوالے کر دیں گے۔ بلکہ تمام کفار کو بزور شمشیر مسلمان بنائیں گے۔ اس لئے تمہیں ضرورت نہیں۔ کہ اسلام کی اشاعت کے لئے تم کوشش کرو

اگرچہ یہ باتیں ایسی ہیں۔ جنہیں کوئی عقل و سمجھ رکھنے والا اور اسلام کی تعلیم سے کچھ بھی واقف ذرہ بھر وقعت دینے اور درست سمجھنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔ علاوہ ازیں ایک نہایت وزنی سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب امام مہدی بجبر تمام کفار کو مسلمان بنا ڈالیں گے۔ تو کیا نو مسلموں کے اموال چھین کر مسلمانوں کو دے دیں گے۔ جب سارے کے سارے کفار مسلمان ہو جائیں گے۔ اور روئے زمین پر کوئی غیر مسلم نہ رہے گا۔ تو یہ موقع ہی کہاں ہوگا۔ کہ امام مہدی کفار کے اموال و املاک چھین کر مسلمانوں کو دے سکیں۔ یہ تو ہو سکتا ہے۔ کہ اپنی تلوار سے بنائے ہوئے مسلمانوں کو وہ پرانے مسلمانوں کے اموال میں حصہ دار بنا لیں۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ کفار کو ایک طرف تو مسلمان بنائیں۔ اور دوسری طرف ان کے اموال چھین کر انہیں بھوکوں مرنے کے لئے چھوڑ دیں۔ لیکن چونکہ خیالی پلاؤ پکانے میں کچھ صرف نہیں ہوتا۔ اور کم ہمت اور حوصلہ ہارے ہوئے انسان اپنے مستقبل کی بنیاد ہمیشہ ہوائی باتوں پر رکھتے ہیں۔ اس لئے عام مسلمانوں کے دل و دماغ پر اس قسم کی بے ہودہ باتوں نے قبضہ جما رکھا ہے۔

بالشوازم کے دلدادہ

یہ تو عوام کا حال ہے۔ ان کے علاوہ ایک گروہ تعلیم یافتہ نوجوانوں کا ہے۔ اور یہ وہ مغرب زدہ گروہ ہے۔ جس کی نظروں کو بالشوازم کے سراب آسا اصول نے خیرہ کر رکھا ہے۔ یہ لوگ اپنی ایڈوانسمنٹ۔ خیالات کے ارتقاء آزادی فکر اور تمدنی شعور کا ثبوت اس طرح مہیا کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اسلام کی حد بندیوں کو اس زمانہ کے لئے غیر موزوں اور ناکافی بتاتے ہوئے دنیا کی اقتصادی مشکلات کا حل اس بات پر منحصر سمجھیں کہ دنیا میں بالشوازم پھیل جائے۔ ان کے نزدیک مزدور و سرمایہ دار کے قضیہ کے فیصلہ کی یہی صورت ہے۔ کہ شخصی جائداد اور ذاتی اموال کا سلسلہ ختم کر دیا جائے۔ اور افراد کو ان کی حیثیت ان کی قابلیت و اہلیت اور ان کی محنت و کوشش سے قطع نظر کرتے ہوئے مساوی اخراجات کا پابند بنایا جائے۔

اسلام کا اصل

ہم اس وقت بالشوازم کے مضرات اور اس نظام کی نقصان رسانیوں پر بحث سے قطع نظر کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ ہمارے موضوع سے خارج ہے۔ اور اس کے سب سے بڑے دلدادہ اپنے عمل سے اس کی لغویت ثابت کر رہے ہیں۔ اس وقت ہم ایسے خیالات رکھنے والے نوجوانوں کو صرف اسلام کے اصل سے روشناس کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ کہ یہی دین الفطرت ہے

اسلام اس سرمایہ داری کو لعنت سمجھتا ہے۔ جو قوم اور ملک و ملت کے کام نہ آئے۔ اور جس سے کسی ضرورتمند اور محتاج کو کوئی فائدہ نہ پہنچے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اسلام نے سرمایہ داروں پر ایک ضروری ٹیکس عائد کیا ہے جس کا منشا غریبوں اور محتاجوں کی حوائج کو پورا کرنے کا سامان بہم پہنچانا ہے۔ اور اس کی ادائیگی کو اس قدر اہمیت دی ہے۔ کہ ارکان اسلام میں سے قرار دیا ہے۔ لیکن یہ قطعاً درست نہیں۔ کہ جائز ذرائع اور شریفانہ وسائل سے زر و اموال پیدا کرنا اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔

رسول کریمؐ اور صحابہؓ کی تنگدستی

اس میں شک نہیں کہ گو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سادہ اور تنگدستی کی زندگی تھی۔ لیکن اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ آپ کے سامنے جو عظیم الشان اور بلند و بالا مشن تھا۔ وہ مال و دولت کو بڑھانے یا اسے پاس رکھنے میں مانع تھا۔ ورنہ بعثت سے قبل آپ نے تاجرانہ زندگی اختیار فرمائی۔ جو اگرچہ ایک قلیل عرصہ کے لئے ہی تھی۔ لیکن آپ نے جس قدر اس میں کامیابی حاصل کی۔ وہ دشمنوں تک کو مسلم ہے۔ اور کون کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اگر آپ کے کندھوں پر تمام دنیا کی اصلاح کی ذمہ داری نہ رکھ دی جاتی۔ تو آپ ایک کامیاب اور مالدار تاجر کی حیثیت سے اپنی قوم اور ملک میں ممتاز نہ ہوتے۔ باقی رہا وہ صحابہ جو آپ کے دعویٰ کے ابتدائی ایام میں اسلام لائے اس میں شک نہیں۔ کہ ان میں سے اکثر مالی لحاظ سے بہت کمزور تھے لیکن اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ سنت اللہ یہی ہے کہ صداقت کے قبول کرنے کا شرف پہلے غرباء کو ہی حاصل ہوتا اس کے ترقی کرنے پر کوئی یہ نہ کہہ سکے۔ کہ ملک کے تمام زبردست اور طاقتور لوگوں کی کوششوں کے نتیجہ میں ایسا ہوا ہے۔ پھر یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئیے۔ کہ ان میں سے جو لوگ کچھ جائداد یا تھوڑے بہت زر و اموال رکھتے تھے۔ قبول اسلام کی پاداش میں مخالفین کی طرف سے بجبر ان سے محروم کر دیئے گئے۔ اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہو سکتے۔ کہ مالدار ہونا اسلام میں ناپسندیدہ ہے یا روحانیت کے منافی ہے

صحابۂ کرامؓ کی تونگری

خود صحابہ کرام میں اور نہایت ہی مقرب صحابہ میں ایسی مثالیں موجود ہیں۔ کہ وہ بہت بڑے مالدار تھے۔ بڑی دولت رکھتے تھے جسے خدا کی راہ میں اور اپنے غریب بھائیوں کی امداد کے لئے نہایت کشادہ پیشانی اور فراخدلی کے ساتھ خرچ کرتے تھے۔ حضرت عثمانؓ جو رسول مقبول کے تیسرے جانشین اور آپ سے حد درجہ کا قرب رکھنے والے انسان تھے۔ جاہلیت میں بھی تجارت کرتے تھے۔ اور اسلام لانے کے بعد بھی یہی شغل اختیار کئے رہے۔ اسلام کے لئے آپ نے جو شاندار قربانیاں کیں۔ ان کی فہرست اس قدر طویل ہے کہ یہاں تفصیلاً درج نہیں ہو سکتی۔ لیکن بایں جب آپ نے وفات پائی۔ تو ترکہ میں ڈیڑھ لاکھ طلائی دینار اور تین کروڑ نقرئی درہم چھوڑے علاوہ بریں آپ کے ایک ہزار اونٹ تھے۔ خیبر وغیرہ میں دو لاکھ دینار کی مالیت کی زمینیں تھیں۔ آپ نے اپنی زندگی میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے ایک زمین چالیس ہزار دینار میں خریدی تھی۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف خود ایک بڑے دولت مند تھے۔ اور حضرت عثمانؓ سے جو ۴۰ ہزار دینار آپ نے لئے وہ سب حاجتمندوں کو تقسیم کر دیئے۔ وفات کے وقت ان کے پاس ایک ہزار اونٹ تین ہزار بکریاں۔ اور سو گھوڑے تھے۔ ان کی کھیتی کو سیراب کرنے کے لئے بیس جانور تھے۔ سونا آپ کے پاس اس قدر تھا۔ کہ آپ کی وفات کے بعد تقسیم کرنے کے لئے اسے کلہاڑیوں سے کاٹا گیا۔ آپ کی چار بیویوں میں سے ہر ایک کو اسی اسی ہزار درہم ملے۔ حضرت زبیر بن العوام نے جو مال چھوڑا۔ اس کا اندازہ تین کروڑ باون لاکھ درہم ہے۔ ان کی چار بیویوں میں سے ہر ایک کو گیارہ گیارہ لاکھ درہم ملے۔ حضرت طلحہ کی شہادت کے وقت ان کے خزانہ میں ایک کروڑ دو لاکھ درہم نقد تھے۔ اور غیر منقولہ جائداد کی قیمت تین کروڑ درہم تھی۔ حضرت عمرو بن العاص کی روایت ہے۔ کہ طلحہ کے خزانہ میں بیل کی سو کھالیں تھیں۔ اور وہ ساری سونے سے لبریز تھیں۔ آپ ہر سال دس ہزار درہم حضرت عائشہؓ کو بطور نذر دیا کرتے تھے۔ حضرت سعد بن قاصؓ کی وفات کے وقت بھی انکے پاس اڑھائی لاکھ درہم تھے۔ یہ سب اکابر صحابہ ہیں۔ حضرت عثمان رسول اکرم کے جانشین اور باقی چار عشرہ مبشرہ میں سے ہیں پس اگر جیسا کہ آجکل بعض لوگ خیال کرتے ہیں۔ زر و اموال کا رکھنا اسلام میں ناجائز ہوتا۔ تو یہ عشرہ مبشرہ کیوں مالدار ہوتے :

غرض اسلام نے مالدار بننے کے لئے جد و جہد کرنے سے نہیں روکا۔ بلکہ مختلف رنگوں میں ترغیب دی ہے کہ ہر انسان کو دنیا میں باعزت زندگی بسر کرنے کے لئے پوری کوشش سے کام لینا چاہیئے۔ ہاں اسبات کو سخت ناپسند کیا ہے۔ کہ مال و دولت کی وجہ سے دین سے غفلت اختیار کی جائے۔ اور خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے دریغ کیا جائے

موضع ملک پور ضلع گجرات میں غیر احمدی مولویوں کا مناظرہ سے فرار

موضع ملک پور آوانال ضلع گجرات میں ہمارے دو احمدی بھائی ہیں۔ عرصہ سے غیر احمدی ان کو تنگ کر رہے۔ اور طرح طرح کی تکالیف پہنچا رہے ہیں۔ لیکن خدا نے ان کو استقامت عطا فرمائی۔ ان کے اس غیر متزلزل استقلال کو دیکھ کر گاؤں والوں نے مناظرہ کی تجویز کی۔ اور مولوی محمد شریف صاحب امام مسجد ملک پور کو بطور نمائندہ پیش کیا۔ ۱۰ اپریل کو مولوی محمد شریف صاحب نے ہمارے بھائی سید ولایت شاہ صاحب سے شرائط مناظرہ طے کئے۔ فریقین نے ایک دوسرے کو تحریریں لکھ دیں قرار پایا۔ کہ ۱۲ اپریل ۱۰ بجے دن حیات و وفات عیسیٰ علیہ السلام پر مناظرہ ہو بحفظ امن کے ذمہ دار غیر احمدی ہوں گے۔ مولوی محمد شریف صاحب شرائط طے کر کے علماء کو لینے چلے گئے۔ اور ہمارے دوست سید ولایت شاہ صاحب نے سمجھا۔ کہ فتح پور سے کسی آدمی کو منگوالیں گے۔ بڑے مناظرہ کا امکان نہیں ہے۔ ۱۱ اپریل ۴ بجے شام ہمکو ایک رقعہ شاہ صاحب نے لکھا۔ کہ کل ۱۰ بجے ایک معمولی علم والے مولوی کے ساتھ وفات مسیح علیہ السلام پر گفتگو کرنی ہے۔ کوئی صاحب فتح پور سے آجائیں۔ مقامی جماعت نے رقعہ سے یہی سمجھا۔ کہ معمولی تبادلۂ خیالات ہو گا۔ اس پر خاکسار مرزا محمد حسین سکرٹری تبلیغ و چوہدری محمد عالم ۱۲ اپریل ۱۰ بجے ملک پور پہنچے۔ لیکن جب ہم شاہ صاحب کے مکان پر گئے۔ تو سامنے میدان میں کئی سو کا مجمع دیکھا۔ اور ۶ مولوی صاحبان جن میں ایک منشی فاضل مولوی فاضل بھی تھے کرسیوں پر رونق افروز تھے ہمیں دیکھ کر شاہ صاحب نے کہا۔ کہ مولوی صاحبان بہت دیگیں اور بکرے لے کر آئے ہیں کوئی نہیں آیا تھا اچھا ہوا آپ آگئے ہم نے مجمع میں جا کر کہا مولوی صاحبان مناظرہ کے لئے تقسیم اوقات فرمائیں۔ مولوی صاحبان کے نمائندہ مولوی محمد اسحاق و مولوی محمد حسین صاحب فرمانے لگے۔ کہ تقسیم اوقات تب ہو۔ جب پہلے شرائط طے ہوں۔ ہم نے پرچہ شرائط دکھایا۔ کہ وہ طے ہو چکے ہیں۔ اب مناظرہ شروع کیا جائے۔ اس پر سب مولوی صاحبان جو کرسیوں پر رونق افروز تھے یکدم بول اٹھے۔ کہ شرائط مناظرہ ہمیں منظور نہیں۔ ہم حیات و وفات عیسےٰ علیہ السلام پر ہرگز مناظرہ نہیں کریں گے۔ خاکسار نے پبلک کو مخاطب کر کے کہا۔ آپ لوگوں کو معلوم ہے۔ کہ مولوی محمد شریف صاحب شرائط طے کر چکے ہیں۔ کیا آپ چاہتے ہیں۔ کہ حیات و وفات عیسےٰ علیہ السلام پر مناظرہ ہو۔ پبلک نے کہا ضرور مناظرہ ہو۔ جس وقت پبلک کی زبردست تائید مولوی صاحبان نے دیکھی۔ تو کہنے لگے۔ کہ لوگ فساد پر آمادہ ہیں بہتر ہے۔ کہ یہاں سے سٹیج اٹھا لیا جائے۔ اس پر فوراً سٹیج اٹھا کر مولوی صاحبان ملاں محمد شریف کے گھر چلے گئے۔ پبلک نے باصرار کہا۔ کہ خدا کے واسطے مناظرہ کرو۔ لیکن انہوں نے نہ مانا۔ آخر لوگ جو کہ دو دو چار چار میل سے آئے ہوئے تھے اپنے مولویوں کو برا بھلا کہتے ہوئے واپس جانے لگے۔ ان کا ایک بڑا حصہ ہمارے پاس بیٹھ گیا۔ ہم نے مولوی صاحبان کی فراری کو اچھی طرح واضح کیا۔ قریباً ایک گھنٹہ گذر جانے کے بعد ایک آدمی مولوی صاحبان کا رقعہ لے کر آیا۔ جس میں یہ اعتراضات درج تھے۔ کہ مرزا صاحب نے کہا تھا۔ کہ میں روضہ نبویہ میں دفن ہوں گا۔ میری زندگی میں مکہ مدینہ کے درمیان ریل چلے گی محمدی بیگم کے ساتھ میرا نکاح ہو گا۔ مولوی ثناء اللہ میری زندگی میں ہلاک ہو گا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور نیچے لکھا تھا۔ جواب دیا جائے چونکہ اس وقت ابھی کافی ہجوم تھا۔ اس لئے ہم نے پبلک سے بھی کہا۔ اور مولوی صاحبان کو بھی رقعہ لکھا۔ کہ فوراً تشریف لے آئیں۔ اور انہی سوالوں پر مناظرہ کر لیں۔ مگر مولوی صاحبان نے یہ جواب دیا۔ کہ لفظ متوفی پر بحث ہونی چاہیئے۔ ہم نے جواب دیا۔ کہ آپ مہربانی کر کے جس میدان سے بھاگے ہیں اسی میں واپس تشریف لے آئیں۔ اور جس مضمون پر آپ کا جی چاہے مناظرہ کر لیں۔ جب ہمارا آدمی رقعہ لے کر گیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ مولوی صاحبان گاؤں سے باہر جا رہے ہیں۔ اور دریافت کا انہوں نے یہ جواب دیا۔ کہ چونکہ آپ مناظرہ نہیں کرتے۔ اس لئے ہم واپس جاتے ہیں۔ جب وہ رقعہ واپس آیا۔ تو پبلک مولویوں کی اس چال کو دیکھ کر دنگ رہ گئی۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے یہ بہت بڑی فتح عطا کی۔ اور بہت سے لوگ وفات مسیح علیہ السلام کے قائل ہو گئے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا کے بزرگوں میں سے مانتے ہیں۔ اور مزید تحقیقات پر آمادہ ہو چکے ہیں۔ (خاکسار مرزا محمد حسین سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ فتح پور)

(الفضل) مقامی اور قریب قریب کے احمدیوں کو اس بات کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ جو لوگ تحقیقات کی طرف مائل ہوں۔ ان سے بار بار ملتے رہیں۔ اور جو باتیں وہ دریافت کریں۔ عمدگی سے سمجھاتے رہیں :

جالندھر شہر میں مسجد احمدیہ کی ضرورت

جماعتہائے احمدیہ ضلع جالندھر مدت سے اس کمی کو محسوس کر رہی ہیں - کہ جالندھر شہر میں ہماری کوئی مسجد نہیں۔ شہر کی مقامی جماعت تعداد میں تھوڑی اور کمزور ہے - جو صاحب استطاعت دوست یہاں کے رہنے والے ہیں - وہ ملازم پیشہ ہیں - اور باہر رہائش رکھتے ہیں اس لئے مقامی جماعت اب تک یہ کام سرانجام نہیں دے سکی ؛

تبلیغی لحاظ سے اس شہر کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ شہر پنجاب کے بہت پرانے اور بڑے شہروں میں سے ہے قریباً ایک لاکھ آبادی ہے۔ کمشنری ہونے کی وجہ سے ضلع ہائے جالندھر۔ ہوشیارپور۔ لدھیانہ۔ فیروزپور۔ اور کانگڑہ کا صدر مقام ہے ایسے اہم مقام پر جماعت کی مسجد کا نہ ہونا بہت افسوسناک ہے؛

جماعت لائلپور کی نیک اور عمدہ مثال نے جماعت ہائے ضلع جالندھر میں ازسر نو تحریک کی ہے۔ چنانچہ مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۳۲ء کو زیر صدارت جناب چودھری نعمت خانصاحب سیشن سب جج انکے مکان پر ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں یہ قرار پایا۔ کہ جلد سے جلد مسجد کی تعمیر کے لئے اضلاع جالندھر و ہوشیارپور کی جماعتیں خصوصاً اور لدھیانہ فیروزپور اور کانگڑہ کی جماعتیں عموماً ملکر اس فرض کو سرانجام دیں۔ ریاست کپورتھلہ عملی طور پر ضلع جالندھر میں شامل ہے۔ اس کام کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی گئی۔ جس کے صدر جناب چودھری صاحب ہیں۔ اور خاکسار کو خط و کتابت کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ جماعت ہائے تحصیل نکودر ضلع جالندھر کے لئے مولوی فتح الدین صاحب کو محصل مقرر کیا گیا۔ جماعتہائے تحصیل نواں شہر کے لئے حضرت حاجی غلام احمد خان صاحب اور جناب حاجی رحمت اللہ صاحب اور تحصیل گڑھشنکر ہوشیارپور کے لئے جناب چودھری چھجو خان صاحب امیر جماعت سڑوعہ اور چودھری عبدالستار صاحب اور جماعت دسوہہ کے لئے جناب خان غلام محی الدین خان صاحب۔ اور جناب ڈاکٹر عطا محمد خان صاحب محصل مقرر ہوئے ؛

جالندھر سے باہر رہنے والے احباب سے چندہ کی وصولی کے لئے دو طریق تجویز کئے گئے۔ ایک وفد ان دوستوں کی خدمت میں حاضر ہوگا۔ اور جو دوست زیادہ دور رہتے ہیں۔ ان کے نام خطوط لکھے جائیں گے۔

تبلیغ کا شوق رکھنے والے احباب کی خدمت میں گزارش ہے۔ کہ جالندھر میں مسجد کی تعمیر بہترین تبلیغ ہے۔ اور اضلاع مذکورہ میں تبلیغ کرنے اور جماعت احمدیہ کے خاص استحکام کا

باعث ہے۔ یہ ایک صدقہ جاریہ ہے۔ گو یہ ایام کساد بازاری کے ہیں۔ لیکن جماعتی لحاظ سے ہماری یہ ضرورت سب ضروریات سے زیادہ اہم ہے۔ دوست اس میں دل کھول کر حصہ لیں۔ جناب چودھری نصرت اللہ خان صاحب آنریری مجسٹریٹ ڈسکہ نے مبلغ پانصد روپیہ کا وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ دین و دنیا کی نعمتوں سے متمتع فرمائے۔ اور اولاد نرینہ عطا کرے ؛

خاکسار :۔ عطاء اللہ پلیڈر نواں شہر

قبول احمدیت کا اعلان

یوں تو بفضلہ میں دیر سے بیعت کئے ہوئے ہوں۔ مگر اعلان حال میں کیا ہے۔ میرے اس اعلان سے میرے عزیز دوست و احباب یہ سمجھ کر کہ خدانخواستہ میں نے غلط راہ اختیار کی ہے۔ کوشاں ہیں۔ کہ کسی طرح میں وساوس کا شکار ہو کر سابقہ خیال پر رجوع کروں۔ اللھم احفظنا من کل مکر الشیطن الرجیم ۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا ۔ آمین ؛ رام پور میں یہ چرچا مخالفت احمدیت کا حسب سنت اللہ ہو رہا ہے۔ کچھ دن ہوئے الفضل میں شائع ہوا تھا۔ کہ مولوی محمد نذیر صاحب احمدی مبلغ یو۔ پی مقرر ہوئے ہیں۔ اور ۶ تا ۹ اپریل قیام رامپور میں ہوگا۔ اس خبر پر میرے دوستوں نے مولوی ابوالوفا صاحب شاہجہانپوری مولوی ابوالقاسم صاحب مولوی عبدالرحیم صاحب لکھنوی کو بلوایا مگر مولوی محمد نذیر صاحب ان تواریخ میں لائلپور بھیج دیئے گئے۔ مولوی صاحبان نے ڈیڑھ گھنٹہ میں دو تقریریں ایک حیات مسیح علیہ السلام پر اور دوسری جواب الجواب کے ساتھ الہامات و ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی۔ اور موضوع سے بالکل دور ہو گئے جس کو حاضرین نے تسلیم کیا۔ پہلی تقریر کے بعد جو جواب حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری احمدی نے دیا۔ اور دلائل حیات مسیح کی تردید میں پیش کئے۔ وہ میرے لئے تسلی بخش تھے گو مولوی ابوالوفا صاحب نے اسناد و روایات احادیث کے حوالہ جات بہت سے بیان کئے۔ جن کا فرداً فرداً حکیم صاحب نے اس رنگ میں جواب نہ دیا۔ مگر جو حکیم صاحب نے جواب دیا۔ وہ ٹھوس تھا۔ بعض شکوک جو مولوی ابوالوفا صاحب نے پیدا کئے تھے۔ حکیم صاحب کی تقریر سے وہ بفضلہ دور ہو گئے پھر لال حسین صاحب پنجابی بلوائے گئے۔ انہوں نے دو وقتوں میں اختلافات اقوال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ایسی ہی باتیں سنائیں۔ خدا کے فضل سے تمام میرے ازدیاد ایمان کا موجب ہوئیں۔ مولوی صاحبان مذکور کی آمد سے قبل میں نے

ایک خواب دیکھا۔ جو یہ ہے۔ کہ میں دیکھتا ہوں۔ ایک تیز خوفناک آندھی اٹھی۔ جس میں سے شرارے برستے تھے۔ یہاں تک کہ میرے پیروں پر آنے لگے۔ میں نے اندیشہ کیا۔ کہ اس سے تمام جل جائیں گے۔ کہ یکایک ایک طرف سے ابر اٹھا۔ اور ترشح شروع ہوا۔ اور وہ تمام آگ سرد ہو گئی۔ پھر وہ آندھی بھی دور ہو گئی

خاکسار شرف الدین خان۔ انسپکٹر شہر رام پور اسٹیٹ۔ یو۔ پی

تخفیف بار قرضہ کا مجوزہ قانون

مسلمان اور سکھ زمینداران ضلع گورداسپور کے جلسے

۲۴ اپریل کو زیر صدارت چودھری بوڑ سنگھ صاحب زمینداران موضع مچھیانہ ضلع گورداسپور کا اور ۲۹ اپریل موضع بھڈال ضلع گورداسپور کے زمینداران کا جلسہ زیر صدارت سردار اقبال سنگھ صاحب منعقد ہوا۔ ان جلسوں میں مجوزہ قانون قرضہ سے زمینداروں کو آگاہ کیا گیا اور مندرجہ ذیل تجاویز باتفاق رائے پاس ہوئیں۔

(۱) پنجاب کونسل کے ممبروں کی خدمت میں پُرزور درخواست کی جاتی ہے۔ کہ وہ زمینداروں کی حالت زار پر رحم کرتے ہوئے مجوزہ قانون قرضہ کو بہترین صورت میں پاس کرا کر جلد از جلد نافذ کرائیں۔

(۲) بٹالہ میں جن دو سکھ زمینداروں نے غیر کاشتکاروں کی کانفرنس کے موقعہ پر ساہوکاروں کی حمایت میں اعلان کیا ان کے اس فعل کو ہم نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

(۳) اس کارروائی کی نقول جناب سکرٹری صاحب پنجاب کونسل لاہور اور اخبارات میں بھیجی جائیں۔

مسلمانان اناوہ ریاست کشمیر کی قراردادیں

۲۹ اپریل بصدارت چودھری محمد بخش صاحب ساکن اناوہ پریذیڈنٹ انجمن معین الاسلام ایک جلسہ کیا گیا جسمیں ممبران انجمن کے علاوہ عامۃ الناس کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ باتفاق رائے حسب ذیل قراردادیں پاس ہوئیں (۱) جملہ مسلمانوں خصوصاً دیہاتی مسلمانوں کی تنظیم اور تبلیغ اسلام کے لئے بہت جلد عملی قدم اٹھانا چاہیئے۔ (۲) ہر ایک قصبہ میں نماز کمیٹی قائم کی جائے (۳) علماء قرآن پاک کی تعلیم پر زور دیں اور اسرائیلی روایات کے مٹانے کی کوشش کریں۔ جن کی بناء پر غیر قومیں بے سمجھی سے اسلام پر اعتراض کرتی ہیں۔ اور انجمن ایسے علماء کرام کی

حتی الوسع امداد کرنے کی کوئی سبیل نکالدیں۔ ہم جملہ مسلمان آل انڈیا کشمیر ایسوسی ایشن کے دل سے ممنون ہیں جو اسوقت مسلمانان جموں و کشمیر کی ہر ممکن طریق سے امداد کر رہی ہے۔ جسطرح کہ گذشتہ تحریک کے سلسلہ میں کشمیر کمیٹی نے نمایاں امداد کی تھی

[illegible] خاکسار [illegible] عطا محمد [illegible] سیکرٹری انجمن معین الاسلام اناوہ

جلسہ سالانہ ۱۹۳۳ء پر بیعت کرنیوالوں کی فہرست

نمبر	نام	مقام
۲۱۵	محمد اسماعیل صاحب	ریاست بہاولپور
۲۱۶	عبدالکریم صاحب	ضلع سیالکوٹ
۲۱۷	محمد رفیق صاحب	〃 〃
۲۱۸	چوہدری عبداللطیف صاحب	لائل پور
۲۱۹	جھنڈے خان صاحب	ضلع سیالکوٹ
۲۲۰	محمد صادق صاحب	〃 〃
۲۲۱	شکراللہ خان صاحب	〃 〃
۲۲۲	سردار خان صاحب	〃 〃
۲۲۳	چوہدری حسین بخش صاحب	〃 〃
۲۲۴	غلام احمد صاحب	〃 〃
۲۲۵	ہاشم خان صاحب	〃 〃
۲۲۶	غلام قادر صاحب	〃 لائل پور
۲۲۷	منشی محمد شریف صاحب	〃 سیالکوٹ
۲۲۸	حسین بخش صاحب	〃 〃
۲۲۹	اکبر علی صاحب	〃 〃
۲۳۰	محمد حسین صاحب	〃 〃
۲۳۱	غلام قادر صاحب	〃 〃
۲۳۲	عبداللہ صاحب	〃 〃
۲۳۳	فتح دین صاحب	〃 〃
۲۳۴	محمد دین صاحب	〃 〃
۲۳۵	ابراہیم صاحب	〃 〃
۲۳۶	محمد نذیر صاحب	〃 〃
۲۳۷	محمد اسمٰعیل صاحب	〃 〃
۲۳۸	فتح محمد صاحب	〃 〃
۲۳۹	فضل احمد صاحب	〃 〃
۲۴۰	فیروز الدین صاحب	جہلم 〃
۲۴۱	فضل حسین صاحب	ضلع جہلم
۲۴۲	ابراہیم صاحب	〃 سرگودھا
۲۴۳	نبی بخش صاحب	〃 سیالکوٹ
۲۴۴	ابراہیم صاحب	〃 〃
۲۴۵	محمد دین صاحب	〃 〃
۲۴۶	محمد دین صاحب	〃 گوجرانوالہ
۲۴۷	اللہ دتہ صاحب	〃 سیالکوٹ
۲۴۸	احمد خان صاحب	〃 〃
۲۴۹	تاج الدین صاحب	〃 〃

نمبر	نام	مقام
۲۵۰	لال الدین صاحب	ضلع سیالکوٹ
۲۵۱	محمد دین صاحب	ترنگ زئی
۲۵۲	خورشید احمد صاحب	ضلع لائل پور
۲۵۳	احمد علی خان صاحب	〃 کوہاٹ
۲۵۴	سراج علی صاحب	شاہجہان پور
۲۵۵	احمد خان صاحب	ضلع پشاور
۲۵۶	ابراہیم صاحب	〃 فیروزپور
۲۵۷	فتح محمد صاحب	〃 〃
۲۵۸	محمد اسمٰعیل صاحب	〃 گورداسپور
۲۵۹	محمد یوسف صاحب	〃 شیخوپورہ
۲۶۰	محمد شفیع صاحب	〃 ہوشیارپور
۲۶۱	بابو فیروز خان صاحب	سیالکوٹ
۲۶۲	سعود عزیز صاحب شاہد	〃
۲۶۳	ماسٹر محمد عبداللہ صاحب	〃
۲۶۴	محمد بشیر صاحب	〃
۲۶۵	گنگا دین صاحب	جالندھر
۲۶۶	طالع مند صاحب	ضلع شیخوپورہ
۲۶۷	غلام قادر صاحب	〃 سیالکوٹ
۲۶۸	اللہ داد صاحب	〃 〃
۲۶۹	غلام محی الدین صاحب	
۲۷۰	کرم شاہ صاحب	
۲۷۱	علم الدین صاحب	ضلع گورداسپور
۲۷۲	محمد عظیم صاحب	〃 〃
۲۷۳	ملک صفدر علی خان صاحب	〃 گوجرانوالہ
۲۷۴	ملک یونس سلیم احمد صاحب	〃 〃
۲۷۵	حسین بخش صاحب	لاہور
۲۷۶	ملک علی محمد صاحب	〃
۲۷۷	اسمٰعیل صاحب	ضلع سیالکوٹ
۲۷۸	محمد یسین صاحب	〃 〃
۲۷۹	نذیر احمد صاحب	〃 〃
۲۸۰	غنی محمد صاحب	〃 گوجرانوالہ
۲۸۱	بابو عبدالرشید صاحب	دہلی
۲۸۲	عبدالرشید صاحب	لاہور
۲۸۳	بابو محمد اکبر صاحب	کرتارپور
۲۸۴	عبدالمجید صاحب	ضلع سیالکوٹ

نمبر	نام	مقام
۲۸۵	شیخ محمد حسین صاحب	گوجرانوالہ
۲۸۶	شیخ دوست محمد صاحب	ضلع منٹگمری
۲۸۷	عبدالعزیز صاحب قریشی	〃 گوجرانوالہ
۲۸۸	اللہ دتہ صاحب	〃 سیالکوٹ
۲۸۹	مرزا غلام مصطفٰے صاحب	〃 گجرات
۲۹۰	عباس بیگ صاحب	〃 لاہور
۲۹۱	محمد بشیر صاحب	〃 〃
۲۹۲	حبیب حسن صاحب	فیروزپور 〃
۲۹۳	حبیب احمد خان صاحب	جالندھر
۲۹۴	امجد علی صاحب	ضلع گجرات
۲۹۵	حبیب اللہ صاحب	〃 سیالکوٹ
۲۹۶	محمد شریف صاحب	〃 〃
۲۹۷	عبداللطیف صاحب	〃 〃
۲۹۸	فیروز دین صاحب	
۲۹۹	فقیر محمد صاحب	
۳۰۰	حاجی صاحب	ریاست کپورتھلہ
۳۰۱	ثناء اللہ صاحب	ضلع سیالکوٹ
۳۰۲	شکرالدین صاحب	〃 〃
۳۰۳	محمد دین صاحب	〃 〃
۳۰۴	محمد خان صاحب	〃 سرگودھا
۳۰۵	حیات محمد صاحب	〃 〃
۳۰۶	اللہ دتا صاحب	〃 سیالکوٹ
۳۰۷	اللہ بخش صاحب	〃 فیروزپور
۳۰۸	اللہ دتہ صاحب	〃 گوجرات
۳۰۹	روشن دین صاحب	〃 گورداسپور
۳۱۰	محمد طفیل صاحب	〃 〃
۳۱۱	جمال الدین صاحب	〃 〃
۳۱۲	رحیم بخش صاحب	〃 〃
۳۱۳	محمد لطیف صاحب	〃 پشاور
۳۱۴	رکن دین صاحب	〃 گوجرات
۳۱۵	برکت علی صاحب	〃 سیالکوٹ
۳۱۶	محمد یوسف صاحب	〃 شیخوپورہ
۳۱۷	عنایت اللہ صاحب	〃 سیالکوٹ
۳۱۸	سردار احمد صاحب	〃 رہتک
۳۱۹	عبدالسلام صاحب تاج	رہتک
۳۲۰	عبدالغنی صاحب	ضلع گوجرات
۳۲۱	غلام قادر صاحب	〃 ہوشیارپور
۳۲۲	مہر دین صاحب	〃 〃
۳۲۳	اللہ دتہ صاحب	〃 سیالکوٹ

نمبر	نام	مقام
۳۲۴	شریف احمد صاحب	ضلع سیالکوٹ
۳۲۵	کمال دین صاحب	ریاست کپورتھلہ
۳۲۶	محمد عبدالشکور صاحب	ضلع بلند شہر
۳۲۷	شاہ محمد صاحب	جالندھر
۳۲۸	زمان مہدی صاحب	ضلع شاہ پور
۳۲۹	ملک رلیا داخان صاحب	〃 جھنگ
۳۳۰	احمد بخش صاحب	〃 〃
۳۳۱	قمر زمان صاحب	امرتسر
۳۳۲	احمد صاحب	ضلع جھنگ
۳۳۳	بھاگ صاحب	〃 سیالکوٹ
۳۳۴	محمد خان صاحب	〃 شاہ پور
۳۳۵	نور احمد صاحب	〃 گورداسپور
۳۳۶	غلام قادر صاحب	〃
۳۳۷	برکت اللہ صاحب	ریاست کپورتھلہ
۳۳۸	رحمت علی صاحب	ضلع گورداسپور
۳۳۹	محمد یوسف صاحب	〃 کیمل پور
۳۴۰	راج خان صاحب	〃 گوجرات
۳۴۱	غلام محمد صاحب	〃 منٹگمری
۳۴۲	دین محمد صاحب	〃
۳۴۳	محمد شفیع صاحب	〃 سرگودھا
۳۴۴	غلام محمد صاحب	〃 ملتان
۳۴۵	محمد حیات صاحب	〃 شاہ پور
۳۴۶	حاجی اللہ دتہ صاحب	〃 〃
۳۴۷	مہر دین صاحب	〃 گورداسپور
۳۴۸	غلام قادر صاحب	〃 لائل پور
۳۴۹	سردار محمد صاحب	〃 گورداسپور
۳۵۰	حمید خان صاحب	〃 ڈیرہ غازیخان
۳۵۱	محمد دین صاحب زرگر	〃 سیالکوٹ
۳۵۲	غلام احمد صاحب	〃 گورداسپور
۳۵۳	فیض احمد صاحب زرگر	〃 سیالکوٹ
۳۵۴	نذیر احمد صاحب زرگر	〃 〃
۳۵۵	لال دین صاحب	〃 〃
۳۵۶	عبداللہ صاحب	〃 گوجرات
۳۵۷	عبدالرب صاحب	گوجرات 〃
۳۵۸	خیر دین صاحب	ضلع گورداسپور
۳۵۹	چوہدری بہادر خان صاحب	〃 شیخوپورہ
۳۶۰	سہاول خان صاحب	〃 〃
۳۶۱	سائیں صاحب	〃 〃
۳۶۲	رحیم بخش صاحب	گورداسپور

(باقی)

ہومیوپیتھک علاج میں قوت شفا زیادہ ہے

یہی وجہ ہے۔ کہ تمام امراض بسہولیت جلد شفا پاتے ہیں۔ جہاں دوسرے علاج ناکامیاب رہتے ہیں ہومیوپیتھک علاج کامیاب ہوتا ہے۔ تجربہ کریں۔ شافی خدا ہے۔ ۔

ایم ایچ احمدی چتوڑگڑھ میواڑ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

دانتوں کی بیماریاں

عرصہ بیس سال کی تجربہ شدہ دانتوں کی ہر بیماری گندے اور خراب دانتوں اور مسوڑوں کا بہترین علاج خون اور پیپ کیلئے اکسیر چیز ہے پایوریا کے جراثیم کو ہلاک کر کے دانتوں کو ہر بیماری سے محفوظ رکھنے والی ادویات کا باقاعدہ استعمال شروع کر دیں۔ ڈنٹل کریم ڈنٹل لوشن ۱۲؍ ڈنٹل لوشن ۲؍ ڈنٹل پوڈر۔ ڈنٹل پوڈر ۲؍ تمام ادویات کی قیمت ۸؍ والسلام۔ **فقیر احمد خاں احمدی**

حکیم حاذق ماہر امراض دندان جالندھر چھاؤنی

اکسیر تسہیل ولادت

بچہ کی پیدائش کو آسان کر دینے والی دنیا بھر میں ایک ہی مجرب المجرب دوا ہے جس کے بروقت استعمال سے وہ نازک اور دل ہلا دینے والی مشکل گھڑیاں بفضل خدا آسان ہو جاتی ہیں۔ بچہ نہایت آسانی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور بعد ولادت کے درد بھی زچہ کو نہیں ہوتے قیمت مع محصول صرف ۱؍

مینیجر شفاخانہ دلپذیر کسلانوالی ضلع سرگودہا

(رجسٹرڈ) اندھیرے گھر کا چراغ حب اٹھرا

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہوں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہوں۔ یا حمل گر جاتا ہو۔ اس مرض کو عوام اٹھرا کہتے ہیں طبیب لوگ اسقاط حمل اور ڈاکٹر صاحبان مس کیرج کہتے ہیں۔ یہ نہایت ہی موذی بیماری ہے۔ اس نے ہزاروں گھر بے اولاد کر دئے۔ جو ہمیشہ نونہال بچوں کی آرزو میں غم و مصیبت میں مبتلا رہتے ہیں۔ مولا کریم ہر ایک کو اس موذی مرض سے محفوظ رکھے۔ آمین۔ اس بیماری کا مجرب علاج نظام جان مالک دواخانہ معین الصحت نے استادی المکرم حضرت نورالدین شاہی طبیب سے سیکھا ہے۔ اور حضور ہی کے حکم سے ۱۹۱۰ء سے پبلک میں شائع کیا۔ اور احتیاطی رنگ میں گورنمنٹ آف انڈیا سے اپنے دواخانہ کے لئے رجسٹرڈ کرایا ہے۔ تاکہ پبلک کسی اور کے دھوکہ میں نہ پھنس جائے۔ حب اٹھرا مولانا استادی المکرم نورالدین رضی اللہ عنہ شاہی طبیب کا مجرب نسخہ ہے۔ یہ نسخہ نہ کوئی اور شخص بنا سکتا ہے اور نہ ہی فروخت کر سکتا ہے۔ ہوشیار رہیں صرف دواخانہ ہذا کے لئے رجسٹرڈ ہے۔ اس کے استعمال سے بفضل خدا ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں۔ حب اٹھرا کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت۔ اور تندرست اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہو کر مایوس والدین کے دل کی ٹھنڈک ہوتا ہے۔ منگوا کر استعمال کرا کر قدرت خدا کا مشاہدہ کریں۔ قیمت فی تولہ ۱۲؍ مکمل خوراک ۱۱ تولہ یکدم منگوانے پر ۱۰؍ علاوہ محصول۔ نصف منگوانے پر صرف محصول معاف

نوٹ:۔ ہمارے دواخانہ میں ہر قسم کے مجرب ادویہ برائے امراض زنانہ و مردانہ بچوں اور آنکھوں کے لئے تیار ملتے ہیں۔ آرڈر دیتے وقت بیماری کا مفصل حال تحریر کیا جائے۔

المشتہر

حکیم نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان دارالامان

باجلاس جناب مسٹر لوڈب سنگھ صاحب آئی۔ سی۔ ایس سب ڈویژنل افسر بہادر خوشاب

خان محمد بذاتہ و نیز ولی جائز شیر محمد و غلام محمد نابالغان پسران غلام حسین قوم ڈھوڈی سکنائے گنجیال تحصیل خوشاب

بنام

محمد یار بالغ و دوست محمد و احمد نابالغان پسران احمد یار قوم گنجیال و مسمات سیداں بیوہ غلام محمد قوم ڈھوڈی و محمد یار ولد برخوردار قوم اوان۔ فتح محمد ولد مصر قوم گنجیال۔ برخوردار ولد الہ یار۔ محمد یار ولد احمد یار۔ گنیش داس ولد بوٹا رام سکنہ وان بچراں تحصیل میانوالی۔ دہنارام و ساون مل پسران کنہیا رام ذات چانڈم۔ شام داس ولد ایارام قوم اروڑا سکنہ گنجیال۔ شیر بہادر ولد محمد خان۔ سکندر خان ولد محمد خان ٹوانہ۔ محمد ایا ولد مہر ذات جالی و امیر سنگھ و بھگوان سنگھ پسران جیت سنگھ و ایشر سنگھ و جمیل سنگھ پسران سوما سنگھ ذات ڈنگ و مہاں سنگھ ولد دیال سنگھ و سوہاں سنگھ ولد دیال سنگھ ذات سکھ سکنائے ہڈالی و امیر چند ولد کھیم چند و دیوالی بائی بیوہ گوہارام و ہری چند ذات اروڑا سکنہ گنجیال و غلام علی ولد محمد یار و فتح محمد و غلام علی قوم ڈھوڈی سکنائے گنجیال تحصیل خوشاب رسپانڈنٹ

اپیل بنارا ضگی انتقال ۵۸۱ منفصلہ تحصیلدار مورخہ ۲۳/ ۳۴

مقدمہ صدر میں بذریعہ اشتہار ہذا رسپانڈنٹان مندرجہ صدر کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ پیروی اپیل کے لئے عدالت ہذا میں ۱۹ مئی ۱۹۳۴ء کو بمقام سوڈہی حاضر ہو جاؤ۔ ورنہ جو رسپانڈنٹ غیر حاضر رہا۔ اس کے خلاف کارروائی یکطرفہ کی جاوے گی۔ ۲۱/ ۴/ ۳۴

کلکٹر خوشاب

وصیت نمبر ۹۲۰۰

مسماۃ طالعہ بی بی زوجہ برکت علی احمدی ننگلی قوم ارائیں عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۳ء ساکن ننگل باغبانان ڈاک خانہ قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷ جنوری ۱۹۳۴ء یوم عید الفطر حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔

مہر مبلغ ۲۰۰/- زیور ۴۸/- مہر میں سے ہیں۔ ۱۵۰/- روپیہ وصول کر چکی ہوں۔ باقی میں سے میری کل جائداد کا ۱/۱۰ حصہ دا کرنے کا ذمہ وار میرا شوہر ہے۔

المرقوم ۱۷/ ۱/ ۳۴

العبد:۔ نشان انگوٹھا طالعہ بی بی زوجہ برکت علی احمدی ننگلی۔ گواہ شد:۔ سید منظور علی زمیندار سکنہ قادیان دارالامان۔ گواہ شد:۔ خاکسار:۔ برکت علی احمدی ننگلی ساکن ننگل باغبانان ڈاکخانہ قادیان خاوند موصیہ ۱۷/ ۱/ ۳۴ ضلع گورداسپور

مقامی امیر جماعت یا پریذیڈنٹ کی تصدیق کروا کے بھیجدیں تو بہتر ہوگا۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

ضرورت ہے

شیخ احمد اللہ صاحب سابق ہیڈ کلرک کنٹونمنٹ بورڈ نوشہرہ چھاؤنی حال ۱۲ آسٹریلیا سیلون بلڈنگ لاہور کو سوڈا واٹر فیکٹری اور بیکری وغیرہ میں کام کرنے والے چند دوستوں کی ضرورت ہے۔ نیز ان کے پاس چند پھیری والوں کیلئے بھی کام کی گنجائش ہے۔ جو سوڈا واٹر۔ کیک بسکٹ پیسٹری اور فروٹ وغیرہ پھیر کر فروخت کر سکیں محنت سے کام کرنے والوں کیلئے گذارہ کی اچھی صورت ہو سکتی ہے خواہشمند مندرجہ بالا پتہ پر شیخ صاحب سے خط و کتابت کریں۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

عدن سے ۳ مئی کی اطلاع ہے۔ کہ سلطان ابن سعود کی افواج بحیرہ قلدم تک پہنچ گئی ہیں۔ اور حدیدہ میں جو بحیرہ قلدم کی بندرگاہ اور یمن کی سرحد پر واقع ہے صورت حالات خطرناک ہوگئی۔ اور والی یمن امام یحییٰ کے اقتدار کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ برطانوی افراد جو حدیدہ میں رہتے ہیں۔ ان کی جان و مال کی حفاظت کے لئے برطانیہ کی طرف سے ایک جنگی جہاز وہاں بھیج دیا گیا ہے۔ دو اور جنگی جہاز بھی پہنچنے والے ہیں۔ عدن میں مقیم برٹش منسٹر نے ابن سعود سے درخواست کی ہے۔ کہ وہ جنگ کے دوران میں برٹش رعایا کی جان و مال کی حفاظت کریں۔ اور بیان کیا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے حفاظت کا یقین دلایا ہے۔ سرکاری طور پر والیٔ یمن کے قتل کئے جانے کی تصدیق نہیں ہوئی۔

دارالعوام میں ۲ مئی کو مسٹر آر اے بٹلر انڈر سکرٹری آف سٹیٹ نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ حکومت کپور تھلہ بہ استثنا میں حق بجانب ہے۔ کہ حال کے فرقہ وارانہ فسادات کا تعلق ان اشخاص سے ہے۔ جو برطانوی ہند کے ہیں۔ یعنی احراری۔

اخبار مانچسٹر گارڈین لنڈن ۳ مئی کی اطلاع کے مطابق لکھتا ہے۔ کہ ہندوستانی کانگرس کو جس مصائب کا سامنا ہے وہ بہت زیادہ ہیں۔ کانگرس ایک ایسی جماعت ہے۔ جس کا نہ کوئی لیڈر ہے نہ کوئی پالیسی۔ حکومت نے سول نافرمانی کو کچل کر رکھ دیا ہے۔ اور کانگرس اسی جگہ پہنچ گئی ہے جہاں سے اس کی ابتدا ہوئی تھی۔

حکومت افغانستان کے متعلق لاہور سے ۳ مئی کی اطلاع کے مطابق معلوم ہوا ہے۔ کہ اس نے محصول چرمیہ کو معاف کر دیا ہے۔ اس محصول کی سالانہ آمدنی قریباً ایک کروڑ روپیہ تھی۔ اس معافی کے باعث اشیاء خوردنوش کے علاوہ کمبلوں اور غالیچوں وغیرہ کی قیمت بھی بے حد کم ہو جائے گی اقتصادی بدحالی کے موجودہ دور میں یہ گرانقدر معافی مستحق مبارکباد ہے۔

حیدر آباد دکن سے ۳ مئی کی اطلاع ہے۔ کہ موضع ... میں ایک عورت زمین کھود رہی تھی۔ کہ اسے زمین کے اندر سے پیتل کا ایک برتن ملا۔ جو طلائی سکوں سے بھرا پڑا تھا۔ اس عورت کے خاوند نے ان سکوں کو پوشیدہ طور پر وہاں سے نکال لیا اور پگھلا کر سلاخیں بنالیں۔ بعد میں وہ گرفتار کر لیا گیا۔ عدالت میں اس نے بیان دیا ہے۔ کہ سکوں کی برآمد کے متعلق اس نے بعض پولیس افسروں کو مطلع کر دیا تھا۔ اور افسران مذکور کو اس خزانہ میں سے حصہ ملا تھا۔ جن افسروں کے متعلق اس نے یہ بیان کیا۔ کہ انہیں خزانہ میں سے حصہ دیا گیا تھا۔ افسران متعلقہ نے انہیں معطل کر دیا ہے۔ اور تحقیقات جاری ہے سکے تقریباً پچاس ہزار روپیہ کی مالیت کے تھے۔

شیلانگ سے ۳ مئی کی اطلاع ہے۔ کہ سلہٹ میں شدید طوفان باد آیا۔ جس سے مختلف مقامات پر دس پندرہ اموات ہوئیں۔ بہت سے مکانات گر گئے۔ اور سول ہسپتال کے آہنی چھت کا ایک حصہ اڑ گیا بجلی کے کھمبوں کو بھی نقصان پہنچا

آسٹریلیا اور انگلستان کے درمیان پرواز کا ایک ریکارڈ لنڈن سے ۳ مئی کی اطلاع کے مطابق ۱۹۳۴ء میں مسٹر جیمس مولسن نے قائم کیا۔ جسے حال میں دو انگریز نوجوانوں نے جن میں سے ایک نے گذشتہ موسم گرما ہی میں ٹریننگ حاصل کی ہے ساڑھے آٹھ دن میں طے کر کے توڑ دیا ہے۔

لارڈ ولنگڈن وائسرائے ہند کے متعلق شملہ سے سرکاری طور پر اعلان کر دیا گیا۔ کہ آپ اپنی لیڈی کے ہمراہ ۱۵ مئی کو بذریعہ ہوائی جہاز انگلستان روانہ ہو جائیں گے۔ اور کئی مقامات کی سیر کرتے ہوئے ۱۸ جون کو لنڈن پہنچیں گے۔ وہاں سے ۱۱ اگست کو روانہ ہو کر ۲ اگست کو واپس پہنچ جائیں گے۔

کپور تھلہ سے ۴ مئی کی اطلاع ہے۔ کہ افسران ریاست سلطان پور میں پولیس کے گولی چلانے کے واقعہ کی آزادانہ تحقیقات کرانے کے لئے ایک کمیٹی کے تقرر پر متفق ہوگئے ہیں۔ مگر ابھی تک کمیٹی کے ارکان نامزد نہیں کئے گئے۔

سر نرپندر ناتھ سرکار نے ۴ مئی کو گورنر جنرل کی ایگزیکٹو کونسل کی ممبری کے عہدہ کا چارج لے لیا۔ آپ سر بی ایل مترا کی جگہ لاممبر مقرر ہوئے ہیں۔

مسٹر ینگ چیف جسٹس ہائی کورٹ لاہور ۴ مئی کو کلکتہ میل سے لاہور پہنچے۔ سر شادی لال چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ۔ ججان۔ وکلاء صاحبان اور معززین شہر نے آپ کا ریلوے سٹیشن پر پرتپاک خیر مقدم کیا۔

پنجاب کے ڈسٹرکٹ بورڈوں کے متعلق سرکاری رپورٹ بابت ۳۳-۱۹۳۲ء مظہر ہے۔ کہ اس سال ۳۰۸ نشستوں میں سے ۲۱۷ بلا مقابلہ پُر ہوئیں۔ بورڈوں کا عام کام تسلی بخش رہا

ہاؤس آف کامنز میں ۳ مئی کو ہوم سکرٹری نے بتایا کہ روس کے انقلاب پسند لیڈر ٹراٹسکی نے انگلینڈ میں رہنے کی اجازت طلب کی تھی۔ مگر گورنمنٹ نے اسے نامنظور کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

وائسرائے کے زلزلہ ریلیف فنڈ میں شملہ سے ۴ مئی کی اطلاع کے مطابق اس وقت تک پچاس لاکھ نوے ہزار ۵۹۳ روپے جمع ہو چکے ہیں۔ روزانہ بیس ہزار کے قریب چندہ موصول ہوتا ہے۔

چینی قونصل جنرل مقیم پیرس ۴ مئی کو چین جاتے ہوئے کولمبو سے گذرے انہوں نے جاپان کے اس تازہ ترین اعلان کے متعلق کہ وہ مشرق میں امن قائم رکھنے کا ذمہ دار ہے۔ بیان دیتے ہوئے کہا۔ کہ کسی بیرونی ملک کو چین کے اندرونی معاملات میں دخل دینے کا حق حاصل نہیں۔ چین ایک آزاد ملک ہے۔ اور اس کی گورنمنٹ اپنے ملک کے مختلف حصوں میں امن قائم رکھنے کی طاقت رکھتی ہے۔ ہمیں کہا کہ مستقبل قریب میں جاپان اور چین کے درمیان جنگ ہونے کا کوئی امکان نہیں۔

انگورا کی ایک اطلاع ہے۔ کہ قسطنطنیہ میونسپلٹی نے پچھلے دنوں غازی کمال پاشا کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ۱۵ ہزار پونڈ کی خدمت میں بدیں غرض پیش کئے تھے۔ کہ وہ ان سے اپنے لئے جھیل کے کنارے ایک عالیشان محل بنائیں۔ لیکن انہوں نے کہا۔ کہ میں معمولی مکان میں بھی رہ سکتا ہوں۔ اس رقم کو ملک کی صنعت و حرفت کو ترقی دینے کے وسائل پر خرچ کرنا چاہیئے۔

پشاور سے ۲ مئی کی اطلاع ہے۔ کہ ایران اور افغانستان کے درمیان جو حدود کی تعیین کا جھگڑا ہے۔ اس کو چکانے کے لئے ایک ترکی کمیشن ۴ ستمبر کو ایران اور افغانستان کی مشترکہ حد پر آنے والا ہے۔

افغان گورنمنٹ نے کابل سے ۴ مئی کی اطلاع کے مطابق ایک اعلان کے ذریعہ اس خبر کی تردید کر دی ہے جو پچھلے دنوں بعض اخبارات میں شائع ہوئی تھی۔ کہ حکومت کابل نے اپنی رعایا سے ہتھیار لینے کے احکام جاری کر دیئے ہیں گورنمنٹ نے اس خبر کو بے بنیاد قرار دیا ہے۔

سوویٹ گورنمنٹ نے ماسکو سے ۴ مئی کی اطلاع کے مطابق ایک اعلان جاری کیا ہے۔ جس کے رو سے تمام ملک کے باشندوں کو ہدایت کی گئی ہے۔ کہ وہ ۳۵ کروڑ پونڈ کا قومی قرضہ بہت جلد فراہم کر دیں۔ گورنمنٹ اس رقم سے ملک کی صنعت و حرفت کو ترقی دینا چاہتی ہے۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی